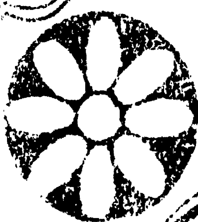
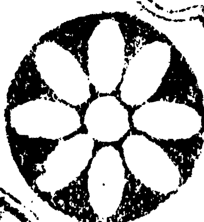








بابت ۳ دسمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۳۴۸ ہجری

سکھ مسلم اتحاد

اڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سردار سورن سنگھ

مصنف اظہار حق، باوا نانک کا مذہب، سوانح عمری باوا نانک، اسلام اور سکھ ازم، جاگو جاگو خالصہ، تذکرہ پیارا گوروؤں کی بانی، آریہ دھرم کا پول، آریہ دھرم کا فوٹو، سوشتک یا، روح اور مادہ کی ازلیت کا رد، قرآن شریف اور وید، قدیم ہندوستان کی آریہ مذہب کی حقیقت، ہندو دھرم کی حقیقت، برکات اسلام، مقدمہ اسلام ... نمبر وغیرہ۔

اعلیٰ کاغذ ۶ / ۸

... پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حسین صاحب پرنٹر چھپا

شیخ محمد یوسف پبلشر نے قادیان سے شائع کی

عرض حال

بعض خود غرض لوگوں نے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں جنکی وجہ سے آئے روز سکھوں اور مسلمانوں میں کشیدگی پیدا ہوتی رہتی ہے اسکی روک تھام کیلئے ہی یہ رسالہ لکھا گیا ہے تاکہ سکھ اور مسلمان اسکو پڑھکر ایکدوسرے کو زیادہ بہتر سمجھ سکیں اور آئے روز کے اس لڑائی جھگڑے کا سدباب ہو مگر میرے اس رسالہ کے لکھ دینے سے ہی یہ غرض پوری نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ صاحب ہمت دوست اسے خرید کر وسیع پیمانہ پر سکھوں میں اس کی اشاعت نہ کریں اگر یہ رسالہ اب پڑھے لکھے سکھوں کے ہاتھوں میں پہونچ جائے تو چند روز کے اندر اندر ہی سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات نہایت خوشگوار ہو سکتے ہیں اسی غرض کو مدنظر رکھکر میں نے قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ بھی کیا ہے یہ عظیم الشان کام بھی ہمدردان ملت کی توجہ کا خصوصیت سے محتاج ہے۔ یہ رسالہ کچھہ زائد بھی چھپوایا گیا ہے۔

آپ کا

خاکسار محمد یوسف ایڈیٹر نور سابق [illegible]

قادیان، ضلع گورداسپور



ہمایوں کی دعاؤنکا طالب خاکسار محمد یوسف اقبال اخبار نور

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سکھ اور مسلم اتحاد

یہ دراصل میرے اس لیکچر کی تفصیل ہے جو ۱۱ر اکتوبر ۱۹۲۹ء کو انجمن حمایت اسلام لاہور کے پینتالیسویں سالانہ جلسہ پر دیا گیا، پہلے انجمن حمایت اسلام کے اس جلسہ میں جس کے انعقاد کی تاریخیں گذشتہ ایسٹر میں مقرر ہوئی تھیں، اور پھر ایک یا دوسری وجہ سے یہ ملتوی ہوگیا تھا، میں نے اپنا لیکچر "اسلام نے ہندوستان پر کیا اثر ڈالا" کے موضوع پر رکھوایا تھا، گو یہ موضوع نہایت دلچسپ اور علمی تھا، مگر جب میں نے دیکھا کہ اس چھ سات ماہ کے عرصہ میں ملک کی فضاء ... بدل چکی ہے اور اس وقت مسلمانوں اور سکھوں کے گذشتہ تعلقات پر لیکچر زیادہ موزوں ہوگا، تو میں نے اپنے لیکچر کا عنوان بدلدیا، مجھے خوشی ہے کہ اللہ کے کرم سے میرا یہ لیکچر بہت مقبول ہوا، جہاں حاضرین نے نہایت دلچسپی سے اس لیکچر کو سُنا اور فلک دوز تالیوں کی گونج سے اپنی خوشی کا اظہار کیا وہاں عالیجناب سر شفیع بالقابہٗ صدر انجمن حمایت اسلام نے بھی اس لیکچر کی کامیابی پر خصوصیت سے مبارکباد دی یہ لیکچر اپنے موضوع کے لحاظ سے کس قدر مفید معلومات سے لبریز ہے سو یہ نیچے درج ہے دوست خود ملاحظہ فرما کر بہترین اندازہ لگا سکینگے آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

اگر سکھ مذہب، سکھ گرنتھ، سکھ تاریخ، اور سکھ تمدن پر غور سے نظر ڈالی جائے تو یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ سوشل مناسبت اور تاریخی تعلقات سکھوں کو بہ نسبت کسی دوسری قوم یا مذہب کے مسلمانوں کے بہت قریب لاتے ہیں اور اگر کبھی سکھوں کا حقیقی اور مضبوط بنیاد پر اتحاد قائم ہوسکتا ہے تو وہ مسلمانوں سے ہی، لہذا میں پہلے سکھ روحانیت اور سکھ تمدن کی مناسبت اسلام سے ثابت کرونگا، اور اس کے بعد تاریخی تعلقات پر روشنی ڈالوں گا۔

(۱) **توحید** مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ اور سکھوں کا یہ عقیدہ ہے۔

ایک اونکار ست نام کرتا پورکھ نربھو نرویر اکال مورت اجونی سے بھنگ،، مطلب وہ ایک ہے، حق ہے، خالق ہے، اندر ہے اسے کسی سے دشمنی

نہیں، اس نے کسی کو جنا نہ اس کو کسی نے جنا، نہ وہ کسی کا باپ اور نہ وہ کسی کا بیٹا، یعنی وہ جنم مرن سے باہر ہے۔ اور یہ قرآن پاک کی اس آیۃ کریم کا ترجمہ ہے لم یلد ولم یولد۔

(۲) **مذہبی طہارت** جس طرح مسلمانوں کا یہ اصول ہے کہ وہ نماز اور قرآن شریف کے پڑھنے سے قبل وضو کرتے ہیں، اور اس کے لئے منہ، ہاتھ اور پاؤں کا دھونا ضروری ہے یہی طریق سکھوں میں ہے "راہ راس" یا شری گرنتھ صاحب کے پڑھنے سے قبل سکھوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ "پنج اشنانہ کریں" "پنج اشنانہ" کیا ہے، منہ، دونو ہاتھ اور دونو پاؤں کا دھونا، جیسا کہ مسلمان وضو کرتے ہیں۔

(۳) **طریق دعا** جس طرح ایک بزرگ ہستی مسلمانوں میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتی ہے اور دوسرے لوگ بھی ہاتھ اُٹھا کر آمین کہتے جاتے ہیں اسی طرح سکھ صاحبان کے ہاں ایک واجب الاحترام شخصیت کھڑی ہو کر خدا کے حضور ہاتھ جوڑ کر بہ آواز بلند دعا کرتی ہے اور دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو کر اس کی ہاں میں ہاں ملاتے جاتے ہیں، غور کیجئے طریق دعا میں کتنی مناسبت ہے اور پھر جس طرح مسلمانوں کے ہاں یہ دستور ہے کہ وہ سفر روانہ ہوتے وقت پہلے دعا کریں، بعینہ یہی صورت سکھوں میں بھی ہے

(۴) **فرشتوں کا وجود** جس طرح مسلمانوں کے ہاں فرشتوں کا وجود مانا گیا ہے سکھوں کے ہاں بھی فرشتوں کا عقیدہ موجود ہے جیسا کہ شری گرنتھ صاحب آد مارو محلہ ۵:-

پاپ کرے ڈر سر پر مٹھے ؛ عزرائیل پھڑے پھڑ کٹھے

مطلب:- گناہ جو کریگا آخر اس کو ایک روز ہارنا پڑیگا، عزرائیل اسکو ضرور پکڑیگا اور پکڑ کر ذبح کرے گا۔

پھر اور دیکھو گرنتھ صاحب آد رام کلی محلہ پہلا سے

طلباں پوسن آکیاں باقی جنہاں رہی ؛ عزرائیل فرشتہ ہوسی آئے سہی

مطلب:- جو لوگ حساب دینے سے گریز کرینگے یعنی اللہ سے بغاوت اختیار کرینگے درگاہ حق میں اُن کی طلبی ہوگی، اور عزرائیل فرشتہ آموجود ہوگا۔ گویا سکھوں کے ہاں بھی فرشتوں کا وجود مسلمہ ہے جیسا کہ مسلمانوں کے ہاں ہے۔

(۵) قیامت ۔ قیامت کا وجود مسلمانوں میں ایمانی جزو ہے اور سکھ بھی قیامت کے قائل ہیں جیسا کہ جنم ساکھی کلاں کے صفحہ ۱۵۲ پر یہ درج ہے:۔

چھڈو سبے نعامتاں قیامت نوں کر یاد :. کھادا پیتا نکلے جوں تل گھانی تیل

شری گورو باوا نانک صاحبؒ فرماتے ہیں کہ خواہش نفسانی کی طرف مائل کرنے والی چیزیں جنھیں لوگ غلطی سے نعمتیں کہتے ہیں انھیں ترک کرو اور قیامت کو یاد کرو کیونکہ اس روز کا کھایا پیا اسطرح انسانی جسم سے نکلیگا جس طرح کوہلو کے ذریعہ تلوں کا تیل نکالا جاتا ہے۔ اب غور کرو کہ اس جگہ حضرت گورو صاحب نے قیامت پر کسقدر زور دیا ہے اور ان عقائد میں سکھوں اور مسلمانوں میں باہمی کس قدر مناسبت ہے۔

(۶) عقیدہ شیطان :۔ مسلمانوں کے ہاں شیطان کے وجود کو مانا گیا ہے برخلاف آریہ کے ہندو مذہب میں اس کا انکار کیا گیا ہے مگر شری گرنتھ صاحب آدوار جیتسری محلہ ۵ میں یہ درج ہے۔

کام کرودھ ہنکار پھریں دوانیاں

بن پورے گور دیو پھریں شیطانیاں

مطلب :۔ شہوت، غصہ، تکبر میں تو اکڑتا پھرتا ہے گویا تو شیطان کے قبضہ میں ہے اور اسلئے تو ہادی برحق سے دور ہے۔

پھر جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۷۹ پر یہ درج ہے

اوہ درگاہ ڈھوئی نہ لین جو راندے شیطان

یعنی وہ لوگ خدا کی حضوری اور قرب سے دور رہینگے جو شیطان کے بس میں ہیں، اب دیکھئے اس امر میں بھی سکھوں اور مسلمانوں میں کس قدر مناسبت ہے۔

(۷) بہشت ۔ مسلمان بہشت اور دوزخ کے قائل ہیں اور یہی بات ہم سکھ مذہب میں بھی پاتے ہیں چنانچہ شری گرنتھ صاحب آد محلہ ۵ میں ہم یہ لکھا پاتے ہیں۔

پیر پچھانے بہشتی سوئی

عزرائیل نہ دوزخ ٹھہرا

جس نے اپنے مرشد کی خاطر خواہ تقلید کی وہی حقدار بہشت ہوا۔

پھر دیکھو جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۴۰ -

جنہاں سچ کمایا پوسن بہشتی جائے

جو راستی کے پابند ہوئے وہی بہشت کے وارث بنے ۔

یہ سکھ مذہب اور اسلامی عقائد میں اس قدر مناسبتیں ہیں کہ اُن کی موجودگی میں سکھوں اور مسلمانوں کو ایکدوسرے کے بہت قریب ہونا چاہئے تھا ،

پھر تمدنی رنگ میں بھی بہت سی مطابقت موجود ہے ۔

(۱) **داڑھی** - اسلام میں بھی داڑھی رکھنے کی تاکید ہے اور سکھ مذہب میں بھی -

(۲) **تمباکو نوشی** - اسلام میں بھی تمباکو نوشی کو مکروہ سمجھا گیا ہے اور سکھوں میں بھی -

(۳) سکھوں میں جس طرح ہتھیار کرپان رکھنا ضروری ہے اسی طرح اسلام میں بھی یہ حکم **خذوا** اسلحتہم (رکھو اپنے ہتھیار اپنے پاس) پ ۵ رکوع ۱۱ موجود ہے -

(۴) جس طرح سفر پر روانہ ہوتے وقت اگر ایک سے زیادہ ہوں تو مسلمانوں کے ہاں یہ طریق ہے کہ اُن میں سے ایک امیر سفر ہو اسی طرح سکھوں کے ہاں بھی جتھیدار کا رواج ہے -

(۵) **اکٹھے بیٹھکر کھانا** - جس طرح مسلمانوں کے ہاں ملی جذبہ اور مساواتی روح کو تیز کرنے کیلئے یہ رواج ہے کہ اکٹھے بیٹھکر کھانا کھایا جائے یہی دستور سکھوں میں بھی موجود ہے اور جب اُن کے ہاں پوہل یا امرت پان کرنے کی رسم ادا کی جاتی ہے تو جسقدر امرت چھکنے والے ہوتے ہیں، ان سب کو ایک ہی باٹا (برتن) میں کڑاہ پرشاد (متبرک حلوہ) کھلایا جاتا ہے اور اُنھیں اس وقت یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ تم آج سے بھائی بھائی ہو -

(۶) **پہلی قومیت کا فنا ہو جانا** - جسطرح اصولاً مسلمانوں میں کوئی خاص قوم یا قومی امتیاز نہیں، بجنسہ یہی صورت اصولاً سکھوں میں بھی رائج ہے جسوقت مختلف اقوام کے لوگ ایک ہی وقت میں پوہل لیتے ہیں اس وقت انھیں یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ تمہارے سابقہ ونش (قومیت) جاتی رہی اب تم سوڈھ ونش یعنی گورو گوبند سنگھ کی قومیت میں

داخل ہو گئے ہو آج سے تمہاری ذات سوڈھی باپ گورو گوبند سنگھ مائی شریمتی جی صاحبدیوان گویا جسطرح اصولاً مسلمان بنکر پہلی قومیت جذب ہوجاتی ہے اصولاً ٹھیک یہی صورت سکھوں میں بھی ہم پاتے ہیں اگو یہ دوسری بات ہے کہ جو مساواتی عمل مسلمانوں میں ہے سکھوں میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں مگر میں اس وقت عمل پر بحث نہیں کر رہا بلکہ اصول پر۔

(۷) **طرز لباس** ۔ جس طرح مسلمان صوفیاء کے ہاں سیاہ پگڑی اور لمبا کرتا پہننے کا رواج ہے یہی صورت سکھوں میں بھی موجود ہے۔

(۸) **قریبی رشتہ داروں میں شادی** ۔ جسطرح مسلمانوں کے ہاں قریبی رشتہ داروں مثلاً چچے اور پھوپھے اور خالہ کی لڑکی سے بیاہ شادی جائز ہے یہی صورت سکھوں میں پائی جاتی ہے جیساکہ ساگری ضلع راولپنڈی اور سرگودھا وغیرہ میں سکھوں میں ایسے ناطے ہو گئے ہیں۔

(۸) **نکاح بیوگاں** ۔ جسطرح مسلمانوں میں نکاح بیوگاں رائج ہے ٹھیک ایسے ہی سکھوں میں بھی اس کا رواج ہے۔

(۹) **گوشت خوری** ۔ جسطرح مسلمان گوشت خور قوم ہے سکھ بھی گوشت خور ہیں حالانکہ ہندوؤں کے دوسرے فرقے گوشت خوری کے بے حد مخالف ہیں۔

(۱۰) **حلوہ** ۔ جس طرح مسلمانوں کے ہاں حلوہ کی قدر ہے اور مسلمانوں کے ہاں یہ ایک مشہور قول ہے۔ المومن حلوٌ یحب الحلوۃ (یعنی مومن بھاؤ سے حلیم ہو اس لئے یہ حلوہ کو پسند کرتا ہے) اور سکھوں میں بھی حلوہ یعنی کڑاہ پرشاد کی بہت عظمت ہے۔

اب اندازہ لگالو کہ تمدنی رنگ میں بھی سکھوں اور مسلمانوں میں کس قدر مناسبت ہے برخلاف اسکے ہندوؤں اور سکھوں کے روحانی اور دنیوی تمدن میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(۱) **وید مقدس اور سکھ مذہب** : شری گرنتھ صاحب ملار محلہ ۳ میں درج ہے۔

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کے ابھیاس
ہر نام چیت نہ آوئی نہ نج گھر ہووے واس

یعنی پنڈت اور رشی منی بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے اور معرفت الہی حاصل نہ کر سکے۔

پھر دیکھو گرنتھ صاحب سورٹھ محلہ ۳ -

پنڈت میل نہ چوکیئے جو وید پڑھے جگ چار

یعنی اے ویدوں کے پڑھنے والے پنڈت اگر تو شروع دُنیا سے لیکر ختم دُنیا تک بھی ویدوں کو پڑھتا رہے تو بھی تیرے دل کی میل دور نہیں ہوسکیگی۔

(۲) **تیرتھ یاترا** - ہندوؤں کے ہاں تیرتھوں کی زیارت نہایت ضروری ہے مگر برخلاف اس کے سکھوں کے گرنتھ صاحب دھناسری محلہ ا میں درج ہے۔

تیرتھ نہاے نہ اترس میل کرم دہرم سب ہومے پھیل

یعنی تیرتھوں کے نہانے سے گناہوں کی میل دور نہیں ہوتی۔

(۳) **جاتی ورن یا مسئلہ چھوت چھات** - چھوت چھات کا رواج ہندوؤں میں بحد غائت ہے اس کے متعلق شری گرنتھ صاحب میں یہ درج ہے سری راگ محلہ ۱

پھکڑ جاتی پھکڑ ناؤں
سبھناں جیا کا ایکا چھاؤں

یعنی ذات پات کا عقیدہ فضول ہے

(۴) **جنیئو** ہندوؤں کے ہاں نہایت ضروری ہے اس کے متعلق شری گرنتھ صاحب میں یہ درج ہے آو گرنتھ وار آسا محلہ ۱ :-

دیاہ کپاہ سنتوکھ سوت جت گنڈیں ست وٹ
ایہہ جنیئو جیو کا ہے ای تاں پانڈے گھت

یعنی یہ سُوتر کا جنیئو فضول ہے مہربانی کی کپاس، صبر کا سوتر، پرہیزگاری کی گرہیں، اور تقوے کا بٹ دیا ہوا اگر ایسا جنیئو ہو تو وہ ہم پہننے کے لئے تیار ہیں، دوسرا نہیں،

پھر رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ میں یہ درج ہے۔

گورو کا سکھ جنیئو ٹکے دی کان نہ کرے

یعنی سکھوں کو جنیئو وغیرہ کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔

(۵) **اوتار** - ہندوؤں کے ہاں اوتار کا عقیدہ بہت زبردست ہے جس کا مطلب

یہ ہے کہ جب اس دُنیا میں گناہوں کی زیادتی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ دُنیا کی ہدایت کیلئے بجائے اپنے کسی برگزیدہ کے بھیجنے کے بذاتِ خود انسانی جسم میں حلول کرتا ہے، سو اسکے متعلق گرنتھ صاحب بھیرون محلہ ۵ میں یہ درج ہے۔

سو مکھ جلو جت کہہ ٹھاکر جونی

ترجمہ:۔ وہ زبان کیوں نہیں جل جاتی جو یہ کہتی ہے کہ خدا نے انسانی قالب میں جنم لیا۔

(۶) **مورتی پوجا**۔ ہندوؤں کا بیشتر حصہ مورتی پوجا کا پوجاری ہے۔ اس کے متعلق شری گرنتھ صاحب آدوار بھاگڑا محلہ ۱ میں درج ہے۔

ہندو موئے بھولے اکٹھی جائیں؛ نارو کہیا سے پوج کرائیں
اندہے گونگے اندھ اندھار؛ پاتھر لے پوجے مگدھ گوار
اوہ جے آپ ڈبے تم کہاں تارن ہار

اس کا ترجمہ بہت سخت ہے اس میں ہندوؤں اور بت پرستوں کو بہت بُرا کہا گیا ہے میں اسکا ترجمہ دینا بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ اس سے اندازہ لگالو کہ سکھوں کے نزدیک ہندوؤں کے اس بڑے عقیدہ کے متعلق کیا رائے ہے۔

(۷) **گئو پوجا**۔ ہندوؤں کے ہاں "گئو پوجا" کا عقیدہ بہت زبردست ہے اگر ہندوؤں کے جملہ فرقہ ہائے کسی ایک مسئلہ پر جمع ہو سکتے ہیں تو وہ صرف گئو پوجا کا ہی عقیدہ ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ سکھ مذہب اور سکھ گرنتھ اس کے متعلق کیا رائے پیش کرتے ہیں۔ شری گرنتھ صاحب آدآسا پٹی محلہ ۳ میں یہ صاف لکھا ہے۔

مل موت موڑ جے مگدھ ہوئے سب لگے تیرے پائے

مطلب:۔ گائے کے گوبر اور پیشاب سے محبت کرنے والے جب گورو مہاراج کی شرن میں آئے تو انھیں گوبر اور پیشاب سے نجات مل گئی، اور ملاحظہ ہو۔

شری گرنتھ صاحب بسنت کبیر میں درج ہے۔

گوبر جوٹھا چونکا جوٹھا جوٹھی دینی کارا

یعنی گائے کا گوبر ناپاک ہے اور اس سے جو باورچی خانہ میں چونکا (پوچا) دیا جائے وہ بھی

ناپاک ہے، آگے اور دیکھئے جیسی ہمارے ہاں شریعت کی عظمت ہے، وہی عظمت سکھ صاحبان کے ہاں رہت کی ہے۔ دوسرے الفاظ میں رہت کیا ہے شریعت اور رہت نامہ کیا ہے شریعت کی کتاب، اس شریعت کی کتاب میں یہ درج ہے کہ:-

"لنگر میں نہ گائے کا گوبر جلائے اور نہ گائے کے گوبر سے پوچا دے"

(دیکھو رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ)

ان واقعات کی موجودگی میں کیا کوئی یہ گمان بھی کر سکتا ہے کہ سکھ مذہب میں گائے کی پوجا یا رکھشا کے لئے کوئی گنجائش ہے، آگے اور ملاحظہ ہو جناب بھائی کاہن سنگھ صاحب نابھ نواسی سکھ مذہب کے آج سب سے بڑے فاضل ہیں، اور سکھ لوگ ایسے فاضل کی ہستی پر جس قدر بھی فخر کریں کم ہے وہ اپنی مشہور تصنیف "ہم ہندو نہیں" کے صفحہ ۲۰۹ پر ہندوؤں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ:-

" اور آپ کے مذہب میں جو پاکیزگی کیلئے گائے کا پیشاب اور پنج گویہ .... دیا جاتا ہے سکھ مذہب میں آپ اس کی بے قدری کا اس سے ہی اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ جس باورچی خانہ میں (گائے کے) گوبر کا پوچا دیا جائے، وہاں کڑاہ پرشاد (متبرک حلوہ) تیار نہیں کیا جاتا، اور یہ طریق آج سے نہیں بلکہ گورو صاحبان کے وقت سے چلا آ رہا ہے"۔

سکھ مذہب کا یہی فاضل بے بدل اپنی اسی مشہور کتاب کے صفحہ ۲۲۳ پر یہ لکھتا ہے کہ:-

" سکھ مذہب میں گائے کی عظمت نہیں، یعنی نہ تو سکھ گائے کا گوبر اور پیشاب کھاتے پیتے ہیں اور نہ ہی اس کے گوبر کا چونکا (پوچا) دیتے ہیں، اور نہ بطریق وید گومیدھ یگیہ کرتے ہیں اور نہ ہی مہمانوں کو "گوگھن" نام سے پکارتے ہیں"۔

اب ان مذکورۃ الصدر واقعات کی موجودگی میں یہ کہنے کا کس کو حوصلہ ہو سکتا ہے کہ سکھ گئو پوجک ہیں، ایسا کہنا بلاشبہ سکھ مذہب سے مذاق کرنا ہے۔

اب اور دیکھئے کہ سمجھدار سکھ طبقہ کا گائے کے متعلق کیا نقطہ خیال ہے ۱۹۱۲ء عیسوی ایسٹر کی تعطیلات میں جو سیالکوٹ میں سکھ ایجوکیشنل کانفرنس ہوئی اور اس وقت ہندوؤں

نے حفاظت گائے کے لئے سکھوں سے چندہ لینا چاہا تو اس وقت باعلم اور اپنے مذہب سے واقف سکھوں کے طبقہ نے جو طرز عمل اختیار کیا، اُسے اخبار ہندوستان اس طرح بیان کرتا ہے۔

" سکھ ایجوکیشنل کانفرنس سیالکوٹ کے موقعہ پر مقامی کارکنوں کو معلوم ہوا، کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا جلوس جو کانفرنس کے پردھان مقرر کئے گئے ہیں گئوشالہ کی طرف سے نکلیگا تو کارکنوں نے گئوشالہ کی عمارت کو سجایا، اس کے نزدیک جھنڈیاں وغیرہ لگائیں، لیکن جب گئوشالہ کی صندوقچیاں وغیرہ لے کر کانفرنس میں سکھ صاحبان سے گئوشالہ کیلئے (دان) خیرات مانگنے کے واسطے گئے تو ان کو کانفرنس سے باہر نکلوا دیا گیا اور سکھوں نے کہا کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔ اس لئے ہم پر گئو رکھشا واجبی نہیں ہے "

پھر سکھوں کا اخبار لائل گزٹ (حال شیر پنجاب) اپنے ۷ر فروری ۱۹۱۵ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ:۔ " **سکھ ہندوؤں کی طرح گئو پرست نہیں** "

پھر سکھوں کا مشہور آرگن اکالی لکھتا ہے کہ:۔

" گائے کی مذہبی عظمت کا سوال خالص ہندو سوال ہے اور سکھ جہاں جھٹکہ پر کسی قسم کی بندش برداشت نہیں کر سکتے وہاں دوسروں کو بھی کوئی خوراک کھانے سے نہیں روکنا چاہئے " (بحوالہ الفضل ۲۳ر ستمبر)

پھر مصور اخبار ریاست کے ایڈیٹر سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون جو خود اکالی اور اکالی تحریک کے زبردست حامی ہیں وہ اپنے ۲۴ر اگست ۲۹ء کے پرچہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

" جہاں تک کسی جانور کے مارنے کا سوال ہے، ایڈیٹر ریاست کے ذاتی خیال کے مطابق گائے اور بکری یہاں تک کہ گائے اور ایک مکھی میں کوئی فرق نہیں "

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ذی علم اور سمجھدار اور اپنے مذہب سے واقف سکھوں کے دلوں میں گائے کی عظمت کی کیا حقیقت ہے۔

پھر اکالی اخبار لکھتا ہے کہ:۔

" سکھ دھرم کا کوئی اصول گائے کی عزت اور حفاظت کا نہیں ہے " (بحوالہ انقلاب ۳۰ر اگست ۲۹ء)

قادیان میں مذبح کھلنے پر ہندوؤں نے جس طرح ناواقف سکھوں کو آگے کیا یا آئندہ جس طریق سے یہ بھولے بھالے سکھوں کی ان کی مذہب سے عدم واقفیت کا ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، اس خطرہ کو محسوس کر کے سکھوں کا سب سے پرانا اخبار خالصہ سماچار گورمکھی سکھوں کو مخاطب کر کے جس طرح خطرہ کا آلارم دیتا ہے ذرا اسکا ترجمہ ملاحظہ ہو:۔

" جو عظمت گائے کیلئے ہندوؤں کے دلوں میں ہے وہ سکھ مذہب میں نہیں، قادیان کے اس بوچڑخانہ کے معاملہ میں سب سے پہلے اگر کسی کو درد اور کشش ہونی چاہئے تو ہندوؤں کو، لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہندو اخبار اس معاملہ میں سوائے سکھوں کو آگے کرنے کے کہ " چڑھ جا سُولی تیرا وال وِنگا نہیں " یعنی دار پر چڑھ جاؤ تمہارا بال بیکا نہیں ہوگا، کا منتر (سکھوں کو) سنانے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر رہے "، کیا ہم ہندو صاحبان سے دریافت کرسکتے ہیں کہ وہ " مہابیر دل " اور " شکتی دل " جنھوں نے گذشتہ دو چار ماہ سے بھائی پرمانند کی " کتاب بڑی " کی آڑ میں سکھوں کے برخلاف پوسٹر چھپوا کر اور جلسوں میں شور مچا کر آسمان سر پر اٹھا رہے تھے، اور کوئی گندی سے گندی گالی اور مذموم سے مذموم لفظ ایسا نہیں تھا، جو اُنھوں نے سکھوں کے لئے) نہ کہا ہو۔ وہ آج کہاں ہیں ؟ ....

کیا اُن کا غصہ غریب سکھوں تک ہی تھا، اب سکھوں کو **" بلدی دے بُھنجے دینے دی تھاں "** یعنی سکھوں کو آگ میں جھونکنے کی جگہ کیوں آگے خود نہیں آتے۔ اور اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے " (خالصہ سماچار ۲۲ اگست ۱۹۲۹ء)

پھر اور ملاحظہ ہو، اسی قادیان کے موجودہ معاملہ کو مدنظر رکھتے ہوئے سکھوں کا اخبار اکالی لکھتا ہے کہ:۔

" ہندو بھائی سکھوں کے پاس بیٹھکر سگرٹ کا دھواں بلا روک ٹوک چھوڑتے ہیں اور غریب سکھوں کے ناک چڑھانے پر پھبتیاں اُڑاتے ہیں، دیہات میں ہندو بنئے اپنی دکانوں پر بیٹھے حقہ نوشی کرتے رہتے ہیں اور غریب سکھ اُن کے گرد بیٹھے رہتے ہیں لیکن گئو کا سوال جب اُٹھتا ہے تو وہی غریب مرنے مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور لالہ جی دکان پر بیٹھے حقہ ہی گڑگڑایا کرتے ہیں، ہندو زبانی طور پر گئو بھگت ہیں اور انجان سکھ عملی طور پر۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ سکھ اس معاملہ میں علانیہ کہدیں، کہ گائے کی مذہبی عظمت کا سوال خالص ہندو سوال ہے اور سکھ جہاں جھٹکہ پر کسی قسم کی بندش برداشت نہیں کر سکتے وہاں دوسروں کو بھی کوئی خوراک کھانے سے نہیں روکنا چاہتے ۔ (بحوالہ انقلاب ۱۴ اگست)

اب معاملہ بالکل صاف ہے سکھ صاحبان کے مقدس گرنتھ ان کے بندگان کرام کا طریق عمل سکھ اخبارات ہرگز ہرگز گئو پوجا یا گئو رکھشا کے حامی نہیں ہیں، اب ناواقف دیہاتی سکھوں کو یہ غور کرنا چاہیئے، کہ ہندوؤں کے کہنے کہانے میں آکر جو غلط راستہ انھوں نے اختیار کیا ہے۔ وہ شری گرنتھ صاحب اور گورو صاحبان کے مسلک سے کوسوں دور ہے اگر وہ اب بھی نہیں سمجھینگے تو یقیناً وہ سکھ مذہب کے ساتھ بغاوت کریں گے، اس موقعہ پر پڑھے لکھے اور ذی علم سکھ صاحبان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ان دیہاتی ناواقف بھائیوں کو سمجھائیں، کہ وہ سکھ گوروؤں کے احترام کی خاطر، سکھ مذہب کے وقار کی خاطر کسی کے کہنے کہانے پر وہ راہ اختیار نہ کریں، جو انھیں سکھ مذہب سے دور پھینک دے، اگر پڑھے لکھے سکھ صاحبان اس موقعہ پر خاموشی سے کام لیں گے، تو وہ اپنے مذہب کو خود اپنے ہاتھوں نقصان پہونچائیں گے، اور اس صورت میں سکھ تمدن اور سکھ مذہب کو وہ زبردست دھکا لگیگا کہ پھر اس کی تلافی قریباً ناممکن ہوجائے گی۔

خدا کرے کہ بیچارے اپنے مذہب سے ناواقف سکھ دوست اپنے مذہب سے واقف ہوکر اس معاملہ میں مسلمانوں سے جنگ وجدل ترک کردیں، تاکہ اس بدقسمت ہندوستان کو امن نصیب ہو۔ اور یہ ہر دو بہادر اقوام جو ایکدوسرے کے پڑوسی ہیں، ایک دوسرے کے دکھ درد کے ساتھی بن کر امن اور آشتی کی زندگی بسر کریں تاکہ ان کا اور ان کے ملک کا بھلا ہو۔

(۸) **قرآن مجید اور شری گرنتھ صاحب:** اب اور دیکھو کہ قرآن پاک اور شری گرنتھ صاحب کی تعلیم میں کس قدر مطابقت ہے۔ ایک طرف گرنتھ صاحب کے اقوال ملاحظہ ہوں، اور دوسری طرف قرآن پاک کی آیات، اس کے دیکھنے سے ایک محقق فوراً کہہ اٹھیگا کہ شری گرنتھ صاحب قرآن پاک ہی کا ترجمہ ہے

شری گرو صاحب کے اقوال

سوچے سوچ نہ ہووئی
جے سوچے لکھ وار
قیاس کرنے سے پرمیشر کا قیاس نہیں ہو سکتا
خواہ لاکھوں بار قیاس کریں ؂

اوہ ویکھے اونہاں نظر نہ آوے
بہتا ایہو وڈان۔
وہ یعنی پرمیشر دیکھتا ہے اپنی مخلوق کو
مگر مخلوق اس کو نہیں دیکھ سکتی یہ بڑا بھارا
تعجب ہے۔

دیندا دیہہ لیندے تھک پاہہ
دینے والا داتا اس قدر زیادہ دیتا ہے
کہ لینے والے تھک جاتے ہیں۔

سبھناں جیاں دا اکو داتا
تمام ہی جانداروں کا ایک ہی رازق
ہے۔

نانک کاغذ لکھ مناں پڑھ پڑھ
کیجے بھاؤ مسو توٹ نہ آوئی
لیکھن پون چلاؤ ؂
بھی تیری قیمت نہ پوے
ہاں کے وڈ آکھاں ناؤں

قرآن مجید کی آیات

بقر ع ۔ وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِہٖ
اور نہیں احاطہ کر سکتے ساتھ کسی چیز
کے علم اس کے سے ؂

انعام ع لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ
الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیفُ الْخَبِیرُ ط
اسکو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی مگر وہ لوگوں
کی نظروں کی حقیقت کو خوب جانتا ہے
اور وہ باریک بین ہے

ال عمران ع ۔ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ
بِغَیْرِ حِسَابٍ ط اللہ رزق دیتا ہے
بغیر حساب کے جس کو چاہے۔

ہود ع ۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ
اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔
اور نہیں کوئی جاندار زمین پر مگر اللہ پر ہے
روزی۔

لقمان ع ۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ
مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّہٗ
مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ
کَلِمَاتُ اللّٰہِ ط
اور اگر ہو یہ کہ جو کچھ بیچ زمین کے ہے

اگر کاغذ لاکھوں من ہوویں اور پریم سے پڑھے جائیں سیاہی بھی ختم نہ ہو کاتب بھی ہوا کی طرح زود نویس ہو پھر بھی اے اکال پورکھ تیری قیمت نہیں کر سکتے ہیں کس قدر بڑائی کروں۔

درختوں سے قلمیں، اور دریا ہو سیاہی کا اس کے پیچھے ہوں سات سمندر سیاہی کے نہ تمام ہوویں گی باتیں اللہ کی۔

کیتا پساؤ ایک کواؤ
تس تے ہوئے لکھ دریاؤ

تمام سرشٹی کو ایک شبد سے پرماتما نے کیا ہے اور اس سے لاکھوں جزیرے سیارے ستارے بن گئے۔

بقرع **وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ** ط۔

جس وقت ارادہ کرتا ہے کسی امر کا، پس سوائے اس کے نہیں کہتا ہے واسطے اسکے ہو، وہ ہو جاتی ہے۔

اوہ چوتھان سوہاوناں اوپر محل مرار
سچ کرنی دے پائیے درگھر محل پیار

یعنی وہ بہشت اونچا مکان ہے اس کی عمارتیں خوبصورت ہیں اور راستبازی سے وہ مکان ملتا ہے اور پیار اس محل کا دروازہ ہے جس سے لوگ گھر کے اندر داخل ہوتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۔

یعنی جو لوگ راستباز ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں، انھیں بہشت کے بالا خانوں میں جگہ دی جائیگی جو نہایت خوبصورت مکان اور آرام کی جگہ ہے۔

یہ بطور نمونہ ہے ورنہ سینکڑوں اسی قسم کی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

یہہ صرف میری ہی رائے نہیں ہے کہ سکھ مسلمانوں کے بہت قریب ہیں بلکہ جو کوئی بھی ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریگا، وہ اسی نتیجہ پر ہی پہونچے گا، بعد از تدبر کئی ایک محقق سکھ بھی اسی نتیجہ پر پہونچے ہیں، چنانچہ سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار سبی (بلوچستان) بہ عنوان **مسلمان اور سکھ** نہایت ہی قابل قدر محققانہ مضمون لکھتے ہیں، دوست یہ مضمون دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں :—

مسلمان اور سکھ

(از قلم جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار رسبی)

اہل اسلام ایک موحد فرقہ ہے جس کے پیرو بہشت، دوزخ کو مانتے ہیں، اذان نماز روزہ ان کے ہاں فرض ہے، فرشتوں کے وجود کے قائل اور قیامت پر بھی یقین رکھتے ہیں اس کے مقابلہ میں سکھ بھی وحدانیت کے تو قائل ہیں، مگر باقی کسی چیز کو تسلیم نہیں کرتے، آج مجھے بحیثیت ایک سکھ کے یہ دکھلانا مقصود ہے کہ آیا ہمارا "گورو گرنتھ صاحب" اسکے مقابلہ میں کیا روشنی ڈالتا ہے۔ اور جنم ساکھی کیا بولتی ہے اگرچہ عام طور پر ان مقدس کتب میں، اسکی تائید میں بکثرت کلام موجود ہے مگر میں بخوف طوالت صرف تین تین چار چار مثالیں ساتھ پورے پورے حوالوں کے پیش کرونگا۔

وحدانیت اس کی تائید میں تو ۹۵ فی صدی کے قریب کلام اس میں موجود ہے مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ ہو:۔

اکس باہجوں کو نہیں کس آگے کرے پکار

(گرنتھ صہ ۱۴۱ شلوک محلہ پہلا)

ترجمہ: جس صورت میں سوائے ایک خدا کے دوسرا کوئی نہیں، تو اے بندے کس کے آگے واویلا کرتا ہے۔

ایکو کرتار اور نہ کوئی
ایکو سیؤو اور نہ کوئی

(گرنتھ صہ ۱۷۴ بسنت محلہ ۳)

خالق کل ایک ہے دوسرے کو چھوڑ کر اسی کی عبادت کرو۔

ایکو صاحب تے ایکو حد
ایکو سیؤو دوجے رد

دوجا کاہے سمریئے جمے تے مرجا
ایکو سمرو نانکا جل تھل رہیا سمائے

عبادت کے لائق ایک ہی خدا ہے جس کی حدود اکائی کے اندر ہے اس لئے اس کے نام کا سمرن کرو دوسرے سے روگردانی کرو۔ جو جنم لیتا اور مرتا ہے اسکو پوجنا فضول ہے۔ اے نانک! جو جل تھل (تری خشکی) میں حاوی ہے صرف اسی ایک کی پرستش لازم ہے اور بس۔

بہشت

گلین بہشت نہ جایئے چھٹے سچ کمائے　(جنم ساکھی صفحہ ۱۴۰)

صرف باتوں سے بہشت حاصل نہیں ہو سکتا، راستبازی سے ہی (دوزخ) سے چھٹکارا ہو سکتا ہے۔

جنہاں سچ کمایا پوسن بہشتی جائے

جو راستی کے پابند ہوئے وہی بہشت میں داخلہ کے قابل ہونگے، یا بہشت میں ڈالے جائینگے

پیر پچھانے بہشتی سوئی
عزرائیل نہ دوزخ ٹھرا
(گرنتھ صاحب صفحہ ۱۰۸۳ محلہ ۵)

جس نے پیر مرشد کی خاطر خواہ تقلید کی، وہی حقدار بہشت ہوا بصورت دیگر عزرائیل پر الزام دینا فضول۔

کرنی باہجوں بہشت نہ پائے
(گرنتھ صاحب صفحہ ۱۰۹ سطر ۱۸)

ماسوائے اعمال نیک کے بہشت پراپت نہیں ہو سکتا، **نتیجہ** اگر بہشت کا وجود نہ ہوتا تو صاف الفاظ میں کیوں اس کی ترغیب دی جاتی۔

دوزخ

(جنم ساکھی صفحہ ۴۳۸ و صفحہ ۴۳۹) "ایتھے توں خدا دا نام لیندا ہے مسئلے سُندا پڑھدا ہیں، اتے شہر وچہ جاکر مکردیاں پھائیاں اڈدا ہیں، اور غریباندا لہو نچوڑدا ہیں۔ اہی باتوں سے خدا تینوں سزا دیگا تے فرشتے دوزخ وچہ سٹن گے"

ترجمہ:- گورو نانک دیوجی مہاراج ایک پٹھان کو جو محض دکھلاوے کی خاطر عبادت کیا کرتا تھا وعظ کرتے ہیں:-

"کہ اگرچہ تو اس جگہ خدا کا نام لیتا ہے اور اس کی مہماکی باتیں سُناتا ہے مگر شہر میں جاکر مکرو

فریب کے جال بچھاتا ہے اور غریبوں کا لہو نچوڑتا ہے بس انہی بُرے افعال کے باعث فرشتے تم کو دوزخ میں جھونک دینگے"

"ظلم چھوڑ دے تاں تو بخشا جائے گا۔ نہیں تاں دوزخ دی اگ تیرے واسطے تیار ہے"

ترجمہ :۔ گورو مہاراج جی خلیفہ یعنی چولائی ساکھی (داستان ہیں لاجورد بادشاہ کو فرماتے ہیں "ظلم چھوڑ دو گے تو بخشے جاؤ گے، ورنہ دوزخ کی آگ کے شعلے تیرے انتظار میں ہیں"

"جنم ساکھی ص۲۲۴" اتے پرمیشر دے نام دے بناں منا پچھوتائے گا۔ نرگ دی اگ تینوں جلائے گی"

ترجمہ :۔ گورو مہاراج جی۔ ایک ہرن کو جال میں پھنسا ہوا دیکھ کر اپنے دلکو سمجھاتے ہیں" اے دل خدا کا نام نہ جپو گے تو پشیمان ہو گے، نار جہنم تمکو جلا کر خاک کر دیگی۔

مارو محلہ ۵ " سنتاں سنگت نرگ نہ پائے "(مہاتماؤں کی میل ملاقات (محبت نیکاں) کے سبب سے نرک یعنی دوزخ میں نہ ڈالے جائیں گے۔

نتیجہ :۔ اگر دوزخ کوئی چیز نہ ہوتی، تو اس کا بھیانک نقشہ اس کلام میں کھینچ کر خائف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

بانگ نماز، روزہ

گرنتھ مارو محلہ نمبر ۹ ص۱۰۸۳

خدا ایک سمجھ دیو بانگاں

ترجمہ :۔ صرف ایک خداوند کریم کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے بیشک اذان دو۔

گرنتھ ص۱۱۰۰ **روجا، بانگ، نماز، کتیب بن بجھے جاسی**

ترجمہ :۔ روزہ رکھنا، اذان دینا، نماز پڑھنا، قرآن شریف کی تلاوت کرنا وغیرہ سب باتیں اگر تم محض دکھاوے کے طور پر بدوں حقیقت جاننے یعنی عالم باعمل ہونیکے کرتے ہو تو یقین جانو کہ اس قسم کا کیا کرایا تمہارا سب رائیگاں جاوے گا"

نتیجہ - گویا خداوند کریم کو وحدہٗ لاشریک تسلیم کرتے ہوئے اور اس کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے، اذان، نماز، روزہ، قرآن شریف کا پڑھنا سب کچھ جائز و صحیح ہے اگر گورو مہاراج کے نزدیک یہ سب باتیں غیر ضروری ہوتیں، تو ان کو کیا ضرورت تھی کہ خواہ مخواہ ان کی تشریح فرماتے

پھر معلوم نہیں کہ دیہات میں سکھ لوگ مسلمانوں کے اذان دینے پر کیوں سیخ پا ہو کر
کشت و خون پر اُتر آتے ہیں، اے جہالت! تیرا ستیاناس ہو یہ سب تیرے ہی کرشمے ہیں۔

فرشتے

(مارو محلہ نمبر ۵)

پاپ کرے ڈر سر پر مٹھے
عزرائیل پھڑے پھڑ کٹھے

ترجمہ :۔ گناہ جو کریگا۔ آخرکار اسکو ایک دن ہارنا پڑے گا، عزرائیل اسکو ضرور پکڑے گا،
اور پکڑ کر ذبح کریگا "

ص ۹۹۳ رام کلی وار محلہ پہلا۔

طلباں پوسن آگیاں باقی جنہاں رہی
عزرائیل فرشتہ ہوسی آئے سہی

ترجمہ :۔ جن کے ذمہ باقی (حساب عمل کی رہ گئی) یا جو ہے اور حساب دینے سے گریز کرینگے
یعنی باغی ہوں گے، اون کی درگاہ حق میں ضرور طلبی ہوگی، اور تعمیل ارشاد حق کیلئے فوراً عزرائیل
فرشتہ آموجود ہو گا "

(شرح) فی زمانا جس زمیندار کی طرف سے لگان سہ ماہی باقی رہجاتا ہے تو مجازی گورنمنٹ
کے یم دوت یعنی پولیس کے سپاہی جس طرح (پروانہ بقایا لگان) لیکر باقی دار کے دروازہ پر
آموجود ہوتے ہیں، اسی طرح حقیقی گورنمنٹ کے لگان (اعمال حسنہ) کے باقی رہ جانے پر عزرائیل کی
دستک (پروانہ) لیکر آموجود ہونا یقینی ہے۔

نتیجہ ۔ اب اس کلام میں صاف طور پر عزرائیل فرشتہ کے وجود کو تسلیم کیا گیا ہے۔

قیامت

ص ۱۴۲۹ جنم ساکھی۔

کارن نفس شیطان دے قسماں کرے ہزار
روز قیامت ڈھہرے کرسن عمل خوار

ترجمہ :۔ افسوس ہے کہ انسان نفس امارہ کے باعث ہزارہا جھوٹی قسمیں اُٹھاتا ہے جس کی
پاداش میں قیامت کے دن بالیقین اسکو خوار و ذلیل ہونا پڑے گا، یا اپنے انہی حرکات کے باعث

وہ خوار ہوگا۔

نتیجہ ۔ کیا اس میں قیامت کے تسلیم نہ کرنے کی کوئی گنجائش ہے۔

ہمچو قسم صاف تائیدی کلام کے باوجود کوئی الگ دماغ اگر ان باتوں کو نہ مانے تو میں فقط تجاہل عارفانہ پر محمول کرونگا چند روز ہوئے ہیں کہ مہاتما گاندھی کی خدمت میں ایک معزز ہندو بھائی نے اسلام کے محاسن جمیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے مہاتما جی کو دعوت اسلام دی ہے اور موجودہ تو تو میں میں کے مرض کا علاج کرتے ہوئے یہی (مذہب اسلام کی گولی) بتلایا ہے۔ یہ چٹھی اخبار سیاست مورخہ ۳ر اپریل ۲۵ء میں چھپ چکی ہے۔ اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں یوں کہونگا کہ جس صورت میں سکھوں اور مسلمانوں کے مذہبی تعلیم و اصول باہمی متناقض نہیں ہیں، صرف خفیف خفیف سے خود ساختہ اختلافات ہیں تو اندریں حالات ہر دو قوموں کے مقتدر عالم و فاضل بلا تعصب مذہبی لیڈر ایک جگہہ بیٹھ کر یہ غلط فہمیاں پھیلانے والے خیالات دونو قوموں سے نکالنے پر کیوں قادر نہیں ہو سکتے؟

ہاں ہو تو سکتے ہیں لیکن پیراں نمی پرانند مریداں مے پرند، کے مصداق لیڈروں کے چیلے، چانٹے، حالی موالی انکو سُدھ بُدھ نہیں لینے دیتے، اور ایسے کمینہ اور سنگدل حضرات (کالی بھیڑوں) کے حرکات سے بڑی بڑی اعلیٰ شخصیتیں بھی بہ تقاضائے بشریت ڈانواں ڈول ہو جاتی ہیں، اس لئے اس اہم کام کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہوتا، اور الٹا منافرت اور مغائرت کی خلیج کو زیادہ وسیع کرنے میں ان کو مزہ ملتا ہے ورنہ اگر سچے دل سے کوشش کی جائے تو سات کروڑ میں ۴۰ لاکھ کا کھپ جانا یا چالیس لاکھ میں ۷ کروڑ کا جذب ہو جانا کوئی ناممکن بات نہیں صرف فریقین میں صفائی قلب، انصاف پسندی اور بے تعصبی کا عنصر زیادہ ہونا چاہیئے، پھر سب خیر ہی خیر ہے کار ح راس ہو سکتا ہے۔

کاش کہ میرے ان الفاظ پر کوئی دھیان دے ؎

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

تاریخی رنگ میں بحث

ہوسکتا ہے اب کئی ایک بھائیوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو، مانا کہ سکھوں اور مسلمانوں میں تمدنی اور روحانی نقطہ خیال سے اکثر باتوں میں ضرور مناسبت پائی جاتی ہے مگر مسلمان بادشاہوں نے سکھوں پر بہت زیادتیاں کی ہیں۔ اور وہ زیادتیاں سکھ اور مسلم اتحاد کیلئے بہت کچھ مانع ہیں۔ اوّل تو اگر تھوڑی دیر کیلئے یہ بھی مان لیا جائے کہ ایک یا دوسرے فریق نے کسی سیاسی حالات کے ماتحت کچھ زیادتی کی تو ایسی باتیں کبھی حقیقی اتحاد کیلئے مانع نہ ہونی چاہئیں۔ سیاسی حالات کے زیر اثر کورو اور پانڈو میں جو بہت قریبی رشتہ دار تھے باہمی کیا کچھ جدال و قتال نہ ہوئے پھر دور کیوں جاؤ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کی آنکھیں بند کرنے کے بعد سکھوں میں کس طرح باہمی کشت و خون ہوئے اور ایک نے دوسرے پر کیا کچھ نہ کیا، حقیقی اتحاد کے سامنے یہ سیاسی امور کبھی روک نہ ہونے چاہئیں، امن اور خوشی اسی میں پوشیدہ ہے۔ کہ ہم ماضی کے واقعات کو بھول کر مستقبل کے روشن بنانے کی فکر کریں، اور پھر اگر غور سے دیکھا جائے اور سکھ صاحبان کی تاریخ اور روایات پر نظر تعمق ڈالی جائے تو وہ ان فاسد خیالات کی جو ایک یا دوسرے وجہ سے بعض خود غرض لوگوں نے محض سکھ مسلم اتحاد کو پاش پاش کرنے کیلئے وضع کئے ہیں دھجیاں اُڑاتی ہیں، اور وہ زمانہ ماضی میں سکھ مسلم تعلقات کو نہایت خوشگوار بناتی ہیں، چنانچہ اب میں تاریخی نقطہ خیال سے اس مضمون کو لیتا ہوں اور دوستوں سے یہ توقع رکھتا ہوں، کہ وہ نہ صرف خود ہی اس ضروری مضمون کو نظر غور سے پڑھیں بلکہ اپنے دوسرے سکھ اور مسلم دوستوں کو بھی اس سے آگاہ کریں تاکہ یہ غلط اور اتحاد کش خیالات جو عام میں سکھوں اور مسلمانوں کے نفاق کیلئے مشہور کئے گئے ہیں، دور ہو کر سکھ اور مسلمان ایک دوسرے کے قریب آسکیں

آہ۔ بیچارے مسلمانوں کی قسمت ہی میں یہ لکھا ہے کہ یہ دوسروں سے نیک سے نیک سلوک کریں اور اس کے عوض میں انھیں بدنام کیا جائے، آہ۔ بیچارے مسلمان بھی کس

قسمت کے مالک ہیں، آج اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کو بدنام کیا جاتا ہے مگر اس کی سلطنت کے بہترین ارکین کون تھے، مہاراجہ جسونت سنگھ اور راجہ جے سنگھ، وہ بے تعصب عالمگیر جس نے کانگڑہ کے مشہور و معروف جوالامکھی مندر کے پوجاریوں کے نام پانصد یا کم و بیش بیگھہ زمین اس مندر کے واسطے ہمیشہ کیلئے وقف کردی، مندر کے پوجاریوں کے پاس اس وقت بھی یہ سند تانبے کے پترہ پر فارسی حروف میں لکھی ہوئی موجود ہے، مگر آہ اس بے تعصب عالمگیر کو بعض وطنی بھائیوں کی طرف سے پانی پی پی کر کوسا جاتا ہے مشہور فرانسیسی سیاح ڈاکٹر برنیر نے ۱۶۶۸ء میں شیراز سے اپنے ایک دوست مسٹر چپلسن کو ایک چٹھی لکھی تھی جس میں وہ لکھتے ہیں، "مغل اعظم گو مسلمان ہے مگر ان قدیم اور پرانے توہمات رسوم کی اجازت دے دیتا ہے۔ کیونکہ وہ بُت پرستوں کو اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی سے روکنا نہیں چاہتا"

مگر ہمارے وطنی دوستوں کے نزدیک آج اس عالمگیر سے بڑھ کر اور کوئی بُرا شخص نہیں، یہی حالت سکھ گوروؤں سے حسن سلوک کے متعلق ہے، مسلمان بادشاہوں نے سکھ گوروؤں کے ساتھ نیک سے نیک سلوک کئے۔ اور شہنشاہ اسلام ہر وقت سکھ گوروؤں کی ترقی میں کوشاں رہے، ہمیشہ گورو صاحبان کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کو روا رکھا اور سکھ گوروؤں کی خوشنودی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا مگر آج مسلمان بادشاہ سب سے زیادہ بدنام ہیں، وہ دُنیا میں کوئی عیب نہیں جو ان پر نہ لگایا جاتا ہو، جابر وہ متعصب وہ خدا جانے اور کیا کیا کچھ انھیں نہیں کہا جاتا - یہ کیوں؟ بات صاف ہے بعض خود غرض لوگوں کو یہ بات کبھی ایک آنکھ بھی نہیں بھائی، کہ وہ سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کو اچھی نگاہ سے دیکھیں، اس لئے انھوں نے خوبیوں کو تو چھپایا، مگر اس کے برخلاف معمولی سے معمولی باتوں کو رائی کا پہاڑ بنا کر عجیب در عجیب رنگ آمیزیوں سے پیش کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ سکھ اور مسلمان جو درحقیقت ایک دوسرے کے بہت قریب تھے جو ایک ہی وحدت اور روحانیت کے چشمہ سے شیریں کام ہوئے تھے اُن میں اس قدر آزردگی اور کشیدگی اور تنفر پھیلا کہ وہ ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو گئے، سکھ ایک

سپاہی قوم تھی، اور تعلیم کی طرف ان کا خیال کم تھا، اس وجہ سے بعض لوگوں کی ان رنگ آمیزیوں نے سکھوں میں خوب کام کیا، سکھ بیچارے حقیقت حال سے ناواقف تھے اس لئے جو کچھ وہ کہتے رہے سکھ اعتبار کرتے رہے۔ اور ساتھ ہی اس کے مسلمانوں سے ایک بڑی بھاری کوتاہی ہوئی، کہ انھوں نے حقیقت حال سے آگاہ کرنے اور از سرتاپا غلط اتہامات سے عہدہ برآ ہونے سے سخت سستی سے کام لیا، بھولے مسلمانوں کے دلوں میں یہ بہت ہی کم خیال ہوا جس کا نتیجہ آج سامنے ہے، سکھ صاحبان دراصل ہمارے بہت قریب تھے اور ہیں مگر بعض خود غرض لوگوں کے بیجا اتہاموں اور غلط فہمیوں سے یہ عارضی طور پر دور جا پڑے ہیں، مگر جوں جوں سکھ صاحبان میں تعلیم پھیلتی جائیگی اور ہماری طرف سے ان غلط فہمیوں کے دور کرنے کی پوری سعی ہوتی رہیگی، وہ توں توں حقیقت حال سے آگاہ ہوتے جائینگے، اور وہ وقت انشاء اللہ تعالیٰ بہت قریب ہے جب دو بچھڑے ہوئے بھائی ایک دوسرے کے گلے مل جائیں گے۔

میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمانوں کیساتھ مضبوط تعلقات کی نسبت اپنی دیگر تصانیف مین کافی ووافی روشنی ڈال چکا ہوں، اب یہ دیکھنا ہے کہ دوسرے گورو صاحبان کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کا کیا عالم رہا۔ میرے ان معلومات کا ماخذ زیادہ تر تاریخ گورو خالصہ ہے آپ کے دوسرے جانشین حضرت بابا انگد جی مہاراج ایک کامل فقیر منش تھے انھیں جاہ وحشمت سے کوئی سروکار نہ تھا، تیسرے گورو مہاراج امرداس جی صاحب کے عہد میں فقیری و امیری ایک جگہ جمع ہوئیں، یعنی جوں جوں حضرات گورو صاحبان کا دائرہ عقیدت وسیع ہوتا گیا، توں توں مریدوں نے زیادہ نذر ونیاز پیش کرنی شروع کیں گو تیسرے گورو صاحب کو دنیا سے کوئی محبت نہ تھی، مگر شردہا اور عقیدت کے ساتھ مرید جو کچھ نذر پیش کرتے تھے وہ اُن کی خاطر اور خدا کا انعام سمجھ کر قبول ہی کرنا پڑتا تھا، بہر حال تیسرے گورو صاحب کے عہد میں امیری اور فقیری ایک جا جمع ہوگئیں،

جب آپ کرتار پور گوبند وال آئے تو ایک شخص گوبند نامی نے گورو مہاراج پر دعوےٰ کیا، وہ دعویٰ حاکم لاہور جو ایک مسلمان تھا کے حضور پیش ہوا، مگر حاکم نے گورو صاحب کے حق

میں فیصلہ دیا ، حالانکہ حاکم جانتا تھا کہ گورو امرداس صاحب کا حلقہ اثر دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے جب سیاسی رنگ میں موجودہ حکومت کیلئے بہت کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا ۔ مگر حاکم لاہور نے قطعاً اس بات کی پروا نہ کی ، اور انصاف کے سامنے سر جھکاتے ہوئے گورو صاحب کے حق میں فیصلہ دیا ، مگر آج کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے گورو صاحبان پر تشدد کیا ، میں کہتا ہوں صرف انصاف ہی نہیں بلکہ انصاف سے کئی درجہ بڑھ کر جسے شاہانہ شفقت اور لطف کے نام سے موسوم کیا جانا چاہئیے ، وہ ہمیشہ گورو صاحبان کیلئے شاہان مغلیہ نے روا رکھا اکبر نے گورو صاحب اور ان کے مریدوں کے لئے محصول راہداری معاف کر دیا ، اور باولی بنا دی ، سمت ۱۶۳۳ بکرمی میں اکبر بادشاہ لاہور کو جاتا ہوا گورو رام جی داس کو ملا ، موضع سلطان ونڈ اور تونگ وغیرہ کے نواح کی زمین کو گورو صاحب کے ساتھ شامل کر دیا اور انھیں سند معافی لکھدی اس میں کم از کم ۲۸ ہزار بیگہ زمین ہوگی ، اور بہت کچھ نقد بھی گورو صاحب کے پیش کیا ، اب خدا را غور کیجئے ، کہ سکھ گوروؤں کے ساتھ مسلمان بادشاہوں کے تعلقات کیسے مشفقانہ اور ہمدردانہ تھے ، مگر بدنام کیا جاتا ہے تو مسلمانوں کو ۔ ان مراعات کو روا رکھتے ہوئے بھی ہمارے بعض دوستوں کے نزدیک مسلمان بادشاہوں سے بڑھ کر اور کوئی متعصب اور ظالم نہیں تھا ۔

آئیے اب پانچویں گورو کے حالات پر نظر ڈالئے ، اور دیکھئے کہ اس درویش صفت بزرگ کے تعلقات مسلمان فقرا اور [illegible] کیسے مخلصانہ تھے ، دربار صاحب امرتسر کی عظمت اور احترام کس دوست سے پوشیدہ ہے ۔ ہندوؤں کے ہاں کاشی اور پریاگ کا تیرتھ اور مسلمانوں کے ہاں جو کعبہ شریف عظمت رکھتا ہے ۔ وہی عظمت سکھ دوستوں کے ہاں دربار صاحب امرتسر کی ہے ، ایسے عظیم الشان اور محترم تیرتھ اور معبد کیلئے جب بنیادی پتھر رکھنے کا وقت آیا تو اس وقت بڑا جوڑ میلا اور جلسہ کیا گیا ، بڑے بڑے دور دراز سے سکھ اور "سنگتیں" جمع ہوئیں مگر ایسے شبھ وقت یعنی نیک تقریب اور ایسے عظیم الشان معبد کے سنگ بنیاد رکھنے کیلئے اگر کسی کے ہاتھوں میں برکت تھی تو وہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے ۔ حالانکہ اس وقت ہندوؤں کے بڑے بڑے پنڈت اور رشی وغیرہ بھی ہوں گے ، جو ہندوؤں کے ہاں خاص عظمت و احترام رکھتے ہونگے ، مگر بنیادی پتھر کیلئے گورو ارجن دیو جی مہاراج نے اگر پسند کیا تو حضرت میاں میر

رحمۃ اللہ علیہ کو۔ جو ایک مسلمان ولی اور صوفی منش تھے، بنیادی اینٹ رکھتے وقت حضرت میاں میر صاحبؒ سے اینٹ ٹیڑھی رکھی گئی، اور معمار نے سر کا کر سیدھی کر دی، گورو صاحب نے معمار کو مخاطب کر کے کہا کہ غضب کر دیا، ایک پاک اور مطہر اور پاکیزہ ہاتھوں کی رکھی ہوئی اینٹ کو تم نے سر کا دیا، اب اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک دفعہ یہ مندر گریگا اور پھر دوبارہ بنیگا، چنانچہ احمد شاہ کے پنجاب میں آنے کے وقت ایسا ہی ہوا، آہ اب خدارا غور کیجئے کہ گورو صاحبان کے تعلقات مسلمان صوفیا، اور فقراء سے کیسے تھے۔ خدا کرے کہ ہم بھی گورو صاحبان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں تاکہ ہمارے تعلقات بھی عمدہ سے عمدہ نظر آئیں، اور ہم ایک دوسرے سے بھائیوں کی طرح ملیں، تاکہ ہمارے بزرگوں کی ارواح خوش ہوکر ہمارے حق میں اشیر باد بھیجیں اور نیک دعائیں کریں، جب گورو ارجن دیو صاحب نے لاہور میں باولی بنوائی تو حسن خاں حاکم لاہور نے باولی بنانے میں گورو صاحب کی خاص مدد کی اگر یہ کہا جائے، کہ یہ باولی حسن خاں صاحب کی ہمت کا ہی بہت حد تک نتیجہ تھا، تو بے جا نہ ہوگا۔ پھر اس کے بعد آپ کے بھائی پرتھی چند نے گورو صاحب کیخلاف دعویٰ کیا، حالانکہ یہ بات صحیح ہے کہ سکھ اس وقت دن بدن زور پکڑ رہے تھے، شاہ وقت اس بات سے غافل نہ تھا، کہ سکھوں کی جماعت ترقی کر رہی ہے، اور ایک نہ ایک دن یہ حکومت کیلئے تکلیف کا موجب ہو سکتے ہیں۔ مگر مسلمان حاکموں نے ہمیشہ گورو صاحبان کا ساتھ دیا، وہ قطعاً نہیں چاہتے تھے، کہ گورو صاحبان کو ہماری طرف سے کوئی تکلیف پہونچے، اسلئے مسلمان بادشاہوں نے گورو صاحبان کی عظمت کو مقدم رکھا، اور پرتھی چند کے دعویٰ کو خارج کر دیا، اور گورو صاحب کے حق میں یہ فیصلہ دیا، پھر چندو لال نے جو وزیر مال تھا حاکم وقت کے حضور شکایت کی کہ گورو صاحب نے ایک کتاب (آدھ گرنتھ صاحب) بنائی ہے اور اس میں مسلمانوں کی بہت توہین کی گئی ہے۔ گرنتھ صاحب کو دربار میں لایا گیا اور جب گرنتھ کو جگہ بہ جگہ سے کھول کر سنا گیا، تو اس میں اسلام کی تعریف پائی گئی، حاکم وقت نے خوش ہوکر بہت کچھ نذر و نیاز دی اور لگان معاف کر دیا، اب غور کیجئے، ایک ہندو چندو لال نامی گورو صاحب کے خلاف چغلی کھاتا ہے مگر مسلمان حاکم گورو صاحب کو نذر اور انعام و اکرام سے مالا مال کر دیتا ہے مگر حیرت اور تعجب تو یہ ہے کہ پھر بدنام مسلمان،

اب اس کے بعد دیکھو کہ چندو لال نے گورو صاحب کے ساتھ کیا سلوک کیا، پہلے جھوٹی چغلی کھائی کہ گورو صاحب نے ایک کتاب بنائی ہے جس میں اسلام کے برخلاف لکھا ہے جب اس میں بھی چندو لال شرمسار ہوا، تو پھر اس نے گورو صاحب کو ایذا پہونچانے کی اور راہ نکالی، گورو صاحب کے ہاں اپنی لڑکی کا ناطہ کرنا چاہا، مگر گورو صاحب نے انکار کر دیا، بس پھر کیا تھا چندو لال کے غیض وغضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ آپے سے باہر ہوگیا، ان دنوں جہانگیر تو کشمیر کی طرف گیا ہوا تھا، اس کی عدم موجودگی میں چندو لال ہی سیاہی وسفیدی کا مالک تھا لکھا ہے کہ اس نے گورو صاحب کو بلاکر پھر ناطہ کی بات چھیڑی، گورو صاحب نے انکار کر دیا بس پھر کیا تھا، اس نابکار نے جیٹھ اور اساڑھ کی جلتی بلتی دھوپ میں گورو صاحب کو برہنہ بٹھلا کر جلتی بلتی ریت آپ کے جسم پر ڈالنی شروع کی، آبلے نکل آئے مگر خدا کے بھگتوں میں خاص استقلال ہوتا ہے۔ ان کا ماٹو ہی یہی ہوتا ہے "جان جائے پر آن نہ جائے" اس حالت میں حضرت میاںمیر صاحب گورو ارجن دیو مہاراج کو کہلا بھیجتے ہیں کہ میں شاہ وقت کو اس پاپی کے جور وستم سے اطلاع دیتا ہوں اور خود اس سفاک کے حق میں بد دعا کرتا ہوں مگر گورو صاحب حضرت میاںمیر صاحب کو یہ جواب بھیجتے ہیں کہ آپ میرے حق میں یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس امتحان میں صابر رکھے میرا دل ڈانواں ڈول نہ ہو باقی **"پاپی کے مارنے کو پاپ مہابلی ہے"** غور کیجئے، کہ گورو صاحب مکرم کو حضرت میاںمیر صاحب پر کس قدر حسن عقیدت تھی، اس قدر دکھ اور تکالیف ومصائب پہونچا کر بھی ڈشٹ چندو لال کا دل ٹھنڈا نہ ہوا، اس ظالم اور سفاک نے کھولتے ہوئے پانی کی دیگ میں گورو صاحب کو ڈال دیا، غرضیکہ بے رحم اور ظالم نے اس طرح گورو صاحب کو ایذائیں اور تکالیف دے دیکر آپ کی جان لی۔

آہ! اس دردناک واقعہ کو سامنے لاکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کیا دنیا میں اس ظلم صریح کی اس سے بڑھکر بھی کہیں نظیر مل سکتی ہے، مگر بدنام بیچارے مسلمان، میں پھر بھی یہی کہونگا، کہ چند اشخاص کی ناکردنی حرکات پر سکھوں کی قوم کو انکی نسبت اپنے دل میں کوئی خاص جگہ نہ دینی چاہئے۔

اس کے بعد چھٹے گورو ہرگوبند سنگھ صاحب کا عہد شروع ہوا، آپ سب سے پہلے گورو ہیں، جنھوں نے کمر میں تلوار باندھی، جب آپ لاہور تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ حضرت میاں میر صاحب، شیخ جان محمد لاہوری، شاہ محمد اسمٰعیل صاحب، شیخ کرم اللہ صاحب سے ملے۔ اور ان کے ساتھ گیان و دھیان کی باتیں کیں، اس جگہ اسوقت ہندو پنڈت اور سنیاسی وغیرہ بھی تھے، مگر گورو صاحب نے اپنی ملاقات کے لئے مسلمان صوفیا کو ترجیح دی، چندو لال اور آپ کے چچا زاد بھائی مہربان نے جہانگیر کے پاس گورو صاحب کی شکایت کی کہ گورو صاحب باقاعدہ فوج رکھتے ہیں، اور حکومت کا جوا اُتارنا چاہتے ہیں، مگر جہانگیر قطعاً بدظن نہ ہوا، اور معاملہ کو یونہی ٹال دیا۔ جہانگیر خوب جانتا تھا، کہ گورو صاحب نے تلوار کمر میں باندھی ہے باقاعدہ فوج رکھتے ہیں، اور یہ ضرور کسی نہ کسی وقت سلطنت کے لئے موجب فکر ہونگے، مگر جہانگیر نے باوجود شکایت ہونے کے بھی اس بات کو گئی آئی کر دیا، کیا اس سے یہ صریح نتیجہ نہیں نکلتا، کہ جہانگیر جناب گورو صاحب کی صریح رعایت کرنا چاہتے تھے مگر آہ پھر بدنام ہیں تو بیچارے مسلمان۔

اب غور کیجئے۔ کہ مہربان اور چندو لال کی شکایت سن کر جہانگیر نہ صرف ٹال ہی دیتا ہے بلکہ وزیر خاں نائب وزیر اور غنچہ بیگ دو ہزاری کو سوا دو سو اشرفیاں دیکر گورو صاحب کے پاس بھیجتا ہے اور گورو صاحب کے واجب الاحترام پتا کی تعزیت کرتا ہے، خدارا غور کیجئے مسلمانوں کے حسن سلوک پر اور توجہ دیجئے پرتھی لال اور چندو لال وغیرہ کے سلوک پر، پھر اسی پر اکتفا نہیں، ذرا اور آگے چلئے، گورو ہرگوبند سنگھ صاحب جہانگیر سے ملنے کیلئے دہلی آئے، تو جہانگیر کمال تعظیم سے پیش آیا، پانصد روپیہ ماہانہ گورو صاحب کا خرچ مقرر کیا، اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور احسن سلوک کی مثال ملسکتی ہے۔

جب چندو لال نے گرو صاحب کو گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کرا دیا، تو پھر وزیر خاں حضرت جلال الدین سجادہ نشین حضرت نظام الدین اولیا، اور حضرت میاں میر صاحب کی سفارش سے گورو صاحب کو قلعہ گوالیار سے رہائی ملی، تو گورو صاحب نے یہ کہلا بھیجا، کہ جب تک دوسرے شاہی قیدیوں کو بھی رہا نہ کیا جائے، میں رہا نہیں ہونگا، اور گورو صاحب کی خاطر پچیس ۲۵ ہندو راجاؤں کو جو سلطنت کے باغی تھے چھوڑ دیا گیا، دیکھو، غور کرو، یہ گورو صاحب

کی کس قدر خاطر داری ہے، ایک شخص کی خاطر پچیس شاہی قیدیوں کو چھوڑ دینا کیا اس سے بڑھ کر بھی کہیں خاطر داری کی مثال مل سکتی ہے۔ کوئی سلطنت بھی کسی کی خاطر اس قدر رعایت روا نہیں رکھیگی، مگر گورو صاحب کی خاطر یہ سب کچھ روا رکھا گیا، مگر تعجب اور حیرت کی جا ہے تو یہ کہ پھر بدنام بیچارے مسلمان، جہانگیر نے خوش ہو کر گورو صاحب کو سات ضرب اتواپ اور ڈیڑھ ہزار سپاہ کے رکھنے کا حکم دیا اور پنجاب کی نگرانی بھی گورو صاحب کے سپرد کی گئی، ایکدن موقع پاکر گورو صاحب نے چندو لال کی حرکات وسکنات کا ذکر کیا، اور جُرم ثابت ہونے پر چندو لال گورو صاحب کی درخواست پر اُن کے حوالے کیا گیا، گورو صاحب اس پاپی کو جُوتوں سے پٹواتے امرتسر لائے، گدھے پر چڑھا کر تشہیر کیا، اور گرم ریت ڈال کر پورا انتقام لیا۔ اب غور کیجئے کہ وہ مسلمان شہنشاہ جس نے گورو صاحب کے حوالے پنجاب کی نگرانی کی، سات ضرب اتواپ اور ڈیڑھ ہزار سپاہ رکھنے کا اختیار دیا، گورو صاحب کے واجب الاحترام باپ کے قاتل اور سلطنت کے معزز عہدیدار کو گورو صاحب کے قطعی حوالہ کر دیا جنھوں نے دل کھول کر بدلہ لیا، حالانکہ کمزور سے کمزور گورنمنٹ بھی کبھی سزا دینے کیلئے مدعا علیہ کو مدعی کے حوالہ کرنیکے لئے تیار نہوگی اور پھر اس وقت کی زبردست مسلم سلطنت جس کی ابرو کا ایک اشارہ کچھ کا کچھ کر سکتا تھا، مگر سکھوں کی خاطر انکی درخواست پر ملزم چندو لال کو جو سلطنت کا ایک معزز عہدیدار تھا سکھوں کے حوالہ کر دیا گیا، مگر پھر بدنام بیچارے مسلمان، کشمیر کو جاتے ہوئے جہانگیر گورو صاحب کیلئے بہت سے تحائف لائے، اور گورو صاحب کو اپنے ساتھ کشمیر لیگئے۔ اور راستہ میں رؤسا وغیرہ سے گورو صاحب کو نذرو نیاز دلاتے گئے، تب جہانگیر سے اجازت لیکر گورو صاحب واپس ہوئے، تو راستہ میں گجرات میں شاہ دولے شاہ سے ملکر گورو صاحب بہت خوش ہوئے،

جب شاہجہان تخت پر بیٹھا، تو گورو صاحب متوفی بادشاہ کی تعزیت اور نئے بادشاہ کی تہنیت کیلئے لاہور آئے، گورو صاحب کے چچازاد بھائی مہربان اور چندو لال کے بیٹے کرم چند نے شاہجہان کے دربار میں گورپائی اور باپ کے قصاص کا علی الترتیب دعویٰ کیا، مگر ہر دو مقدمات وزیر خاں کی سفارش سے خارج ہو گئے، اب غور کرو کہ جس صورت میں گورو صاحب کے چچازاد بھائی نے گورپائی کا دعویٰ کیا تھا، اگر شاہجہان چاہتا تو مہربان کے حق میں فتویٰ دے کر سکھ صاحبان کی بڑھتی ہوئی

طاقت کو دو جگہ تقسیم کر سکتا تھا، مگر شاہجہان گورو صاحب کا ہمدرد اور خیر خواہ تھا، اسلئے نہ صرف یہی کہ آپ کے چچا زاد بھائی کا ہی دعوے خارج کر دیا بلکہ ساتھ ہی اس کے کرم چند ولد چندو لال کے دعوئ قصاص پدری کو بھی ڈسمس کر دیا، اور نہ صرف یہی بلکہ گورو صاحب کو ایک خلعت فاخرہ بھیجا مگر حیرت اور تعجب یہ ہے پھر بدنام بیچارے مسلمان۔

جب گورو صاحب ہرگوبند پور پہونچے، بھگوانا کھتری نے آپ کا مقابلہ کیا، مگر مارا گیا، اور گورو صاحب نے اس کے مکان کی جگہ مسجد بنوادی اور اس کی حفاظت مسلمان فقراء کے سپرد کی، بھگوانا اور مہربان دہلی پہونچے اور گورو صاحب کو سلطنت کا باغی قرار دے کر فوج کشی کے لئے ترغیب دلائی، مگر وزیر خان کی سفارش سے بات رفت گذشت ہوگئی۔

پھر دہیر مل نے خود گورو بننے کی دل میں ٹھانی، اور حاکم وقت سے مدد طلب کی، مگر شاہ جہان نے دھتکار دیا، بھگوانا اور کرم چند نے شکایت کی کہ گورو صاحب کیرت پور میں باغی رکھتے ہیں، مگر حسن علی شاہ عربی نے بادشاہ کو سمجھا کر معاملہ ٹال دیا، جب گورو صاحب کیرت پور تشریف رکھتے تھے، نواب مالیر کوٹلہ، نواب مورنڈھ، نواب روپڑ گورو صاحب سے ملاقات کرتے رہے، اور دارا شکوہ نے پنجاب کی نگرانی گورو صاحب کے سپرد کی، رام رائے کے بڑے بھائی نے گورو ہرکشن پر جن کی عمر چھ سال کی تھی دعویٰ کیا مگر عالمگیر نے خارج کر دیا کون عالمگیر؟ وہ عالمگیر جسے ہمارے وطنی دوست پرلے درجے کا متعصب اور ظالم کہتے ہیں پھر عالمگیر نے گورو صاحب کو بلانے کیلئے راجہ جے سنگھ سوائی کو بھیجا، گورو صاحب آپ کے ہمراہ دہلی تشریف لائے اور راجہ جے سنگھ سوائی کے دیوان خانہ میں فروکش ہوئے، مگر گورو صاحب نے حاضر دربار ہونے سے انکار کیا، جسے عالمگیر نے مطلقاً بُرا نہیں منایا، الٹا اپنے بیٹے شہزادہ معظم بیگ کو بہت سے تحفے تحائف دیکر گورو صاحب کے پاس بھیجا اور ان تحائف میں ایک سیاہ پشمینہ کی سہلی گورو صاحب کی نشانی تھی، گورو صاحب نے اور تحائف تو واپس کر دئے صرف سیاہ پشمینہ کی سہلی گورو صاحب کا نشان سمجھ کر لے لی۔ گورو صاحب کی اس بے نفسی کا عالمگیر پر بہت اثر ہوا، وہاں گورو صاحب چیچک سے بیمار ہو گئے، عالمگیر خود گورو صاحب کی عیادت کو آیا۔

آپ کے بعد گورو تیغ بہادر گورو یائی کی گدی پر بیٹھے، مگر دہیر مل نے دشمنی سے گورو صاحب کا سب مال واسباب لوٹ لیا، اور ایک بار گورو صاحب پر اس نے بندوق کا فائر بھی کر دیا، مگر نشانہ خطا گیا، اور گورو صاحب بال بال بچ گئے، پھر گورو صاحب امرت سر دربار صاحب کے درشنوں کو آئے، تو وہاں کے پوجاریوں نے مندر کے دروازے بند کر لئے، پیارو! پجاری کون تھے ہندو یا مسلمان؟ گورو صاحب نے امرتسر سے دو میل کے فاصلے پر رہائش اختیار کی، مگر سورج مل نے وہاں بھی گورو صاحب کو آرام سے نہ بیٹھنے دیا، اسلئے آپ نے دریائے ستلج کے کنارے پر رہائش اختیار کی، انند پور بسایا، دہیر مل نے رام رائے کو ابھارا، انھوں نے بادشاہ کے حضور گورو صاحب کے خلاف دعویٰ دائر کیا، مگر عالمگیر نے خارج کر دیا، کون عالمگیر وہی جسے ہمارے وطنی بھائی ازسرتاپا متعصب کہتے ہیں، موقع پاکر دہیر مل اور رام رائے وغیرہ نے عالمگیر کے دربار میں پھر شکایت کی کہ گورو تیغ بہادر اور حافظ آدم نیورا مرید مجدد الف ثانی سرہند نے اپنے پاس ڈاکو جمع کر رکھے ہیں، دن دہاڑے ڈاکے ڈلواتے ہیں، اور ہم ان کے دست تعدی سے بہت تنگ آ گئے ہیں، یہ شکایت سن کر عالمگیر نے گورو صاحب اور حافظ نیورا کو دہلی بلوایا، گورو صاحب سیف علی خان سیف آباد اور سامانہ میں محمد بخش افغان کے ہاں ٹھہرتے ہوئے دہلی پہونچے، عالمگیر نے کہا کہ ہر طرف دوہائی مچ رہی ہے آپ استحصال بالجبر کیوں کرتے ہیں، گورو صاحب نے کہا کہ میں فقیر ہوں فقیروں کو ان باتوں سے کیا تعلق، لوگ غلط کہتے ہیں، عالمگیر نے اعتبار کر لیا، اور ہندوؤں کا دعوےٰ خارج کر دیا، عالمگیر نے کہا آپ فقیر ہیں کوئی کرامت دکھائیں، گورو صاحب نے کہا کہ میں یہ تعویذ گلے میں باندھتا ہوں آپ بیشک تلوار کا وار کریں، میرا سر نہیں کاٹا جائے گا، بطور آزمائش میں اپنے آپ کو جلاد کے سامنے پیش کرتا ہوں، جلاد نے تلوار ماری، سر کٹ گیا، تعویذ میں یہ لکھا تھا "سر دیا سر (راز) نہ دیا" اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کو سخت افسوس ہوا، کہ گورو صاحب ناحق قتل ہوئے، مگر اب کیا ہو سکتا تھا، تیر کمان سے نکل چکا تھا، اب پچھتانے، ہاتھ ملنے اور سر دھننے سے کیا فائدہ تھا، گورو صاحب کا زندہ ہونا ناممکن تھا، حافظ آدم نیورا پر استحصال بالجبر ثابت ہوا اور

اُسے جلاوطنی کی سزا دی گئی۔

بعض ناواقف لوگوں نے یہ سرتا پا غلط باتیں مشہور کر رکھی ہیں، کہ مسلمانوں نے شری گورو گوبند سنگھ صاحب کے ساتھ اشد درجہ کی بدسلوکی اور بیرحمی سے کام لیا اور بعض خود ساختہ داستانیں سُنا کر عموماً ناواقف لوگوں کو مسلمانوں کی طرف سے بدظن کرتے رہتے ہیں، اس لئے آج میں اس راز سے نقاب اُٹھا کر حقیقت حال سے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں، کہ دراصل مسلمانوں کو شری گورو صاحب سے کس قدر محبت تھی، مسلمانوں نے شری گورو صاحب کی خاطر اپنی عزیز جانیں تک قربان کیں اور اگر آڑے وقت میں کام آئے تو صرف مسلمان ہی۔ اس حقیقت حال کو ظاہر کرنے سے ہمارا صرف یہ مقصد ہے کہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان بعض یاران غرض نے جو غلط فہمی پھیلا کر آزردگی اور کشیدگی کی خلیج حائل کر رکھی ہے، وہ دور ہو کر باہمی امن اور صلح کی فضا پیدا ہو، جب شری گورو گوبند سنگھ صاحب کے والد مکرم شری گورو تیغ بہادر نے اس جہان فانی سے کوچ کیا، تو اس وقت گرو گوبند سنگھ صاحب کی عمر پندرہ سال کی تھی، جب شری گرو گوبند سنگھ صاحب کے سر پر سے ان کے والد مکرم کا سایہ اُٹھ گیا، تو گورو صاحب انند پور میں تنہائی میں رہکر ایشور کی بھجن بندگی اور خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف ہوئے، اور انھیں معلوم نہیں تھا کہ باہر دُنیا میں کیا ہو رہا ہے اسی اثنا میں پہاڑی راجہ بھیم چند گورو صاحب سے ملنے کیلئے آیا، جب بھیم چند نے دیکھا، کہ گورو صاحب کے ساتھ بہت سے سکھ ہیں، اور ان کا توحید کا پرچار دن بدن وسعت حاصل کر رہا ہے اور ہندو لوگ بُت پرستی کے جوئے کو اُتار کر جوق در جوق گرو کے قدموں میں آکر توحید کے شیدا بن رہے ہیں راجہ بھیم چند جو سیاسی جوڑ توڑ میں ایک خاص ید طولیٰ رکھتا تھا، اس کی دوربین نگاہیں فوراً بھانپ گئیں کہ یہ وقت ہے ابھی ابتدا ہے دریا کا پانی اب دہانہ سے نکل رہا ہے اب موقع ہے کہ اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو جو ہندوؤں کو بُت پرستی سے آزاد کر کے توحید کیطرف لا رہا ہے ایک زبردست بند لگا دیا جاوے اور اگر خاموشی سے کام لیا گیا تو اس کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا کہ آہستہ آہستہ سب ہندو ہمارے حلقہ سے آزاد ہو کر بُت پرستی سے

منہ پھیر کر توحید کے گرویدہ ہو جائیں گے، اور جس قدر لوگ بُت پرستی سے منہ پھیر کر توحید کی طرف آئیں گے اتنا ہی ہماری طاقت اور ہماری ثروت اور رعب میں فرق آئیگا، اور گورو صاحب کی طاقت میں اضافہ ہوتا جائیگا، ہو نہ ہو کوئی ایسی راہ اختیار کی جاوے جس سے یک کرشمہ و دو کار برآمد ہوں، یعنی مجھ پر کوئی حرف بھی نہ آئے اور ابتدا ہی میں گرو گوبند سنگھ صاحب کے مشن کو ایک زبردست دھکہ لگا دیا جائے، جس سے اس کی بڑھتی ہوئی طاقت کو ناقابل برداشت صدمہ پہونچ جائے، چنانچہ یہ سوچ راجہ بھیم چند نے گورو گوبند سنگھ صاحب سے ایک سفید ہاتھی جو اُن کے ایک عقیدت کیش آسام کے شہزادہ نے نذر کیا تھا، مانگا۔ گورو صاحب نے اس بلاوجہ اور بے سبب کے مطالبہ کو رد کر دیا، بس پھر کیا تھا "بلّی بھاگوں چھینکا ٹوٹا" ایک جرار فوج لیکر راجہ بھیم چند پل پڑا، آگے گرو صاحب نے بھی مقابلہ کیا، نتیجہ یہ ہُوا کہ راجہ بھیم چند شکست فاش کے ساتھ واپس لوٹا، یہ واقعہ سُنکر سید بڈھن شاہ ساڈھوروی گورو صاحب کے پاس پہونچا، اور آکر کہا کہ مجھے یہ سُن کر حد سے زیادہ تکلیف ہوئی کہ راجہ بھیم چند نے بلاوجہ اور بلاسبب آپکو اس خلجان میں ڈالا، اگر آئندہ کے لئے آپکو اس قسم کی کوئی تکلیف پہونچے تو آپ بے تکلف مجھے اطلاع دیں، میں آپ کی ہر طرح اعانت کرنے کیلئے تیار ہوں،

دوستو اب خیال کرو کہ ایک طرف تو ایک ہندو راجہ بلاوجہ و بلاسبب گورو مہاراج سے جنگ زرگری ٹھانتا ہے اور پورے شان و شوکت اور ٹھاٹھ باٹھ کیساتھ گورو صاحب کی طاقت کو کچلنے کیلئے میدان میں آتا ہے، دوسری طرف سید بڈھن شاہ ساڈھوروی شری گورو صاحب کے پاس آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے یہ سُن کر بہت تکلیف ہوئی کہ راجہ بھیم چند نے بلاوجہ آپ سے برسر پرخاش ہو کر آپ کو اس قدر پریشانی میں ڈالا اگر آئندہ کیلئے راجہ بھیم چند کی طرف سے کوئی ایسا واقعہ پیش آئے تو آپ مجھے فوراً اطلاع دیں میں ہر طرح سے آپکی اعانت کرنے کے لئے حاضر ہوں، پیارو غور کرو کہ ایک مسلمان سید کسطرح گورو صاحب کی اعانت کیلئے اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے مگر افسوس کہ پھر بھی بعض یاران مطلب نے غلط فہمیوں کے طومار باندھکر مسلمانوں کو بدنام کر رکھا ہے۔

اب ذرا دوسری طرف کی سنیئے گا، بھیم چند جب ہر طرح سے شکست فاش کھا کر لوٹا

تو بھلا اسکی طبیعت کس طرح اور کیسے نچلی بیٹھ سکتی تھی وہ اسی جوڑ توڑ میں دن رات مصروف رہا۔ کہ کوئی ایسا حیلہ بہانہ تراشا جائے اور اس طاقت کے ساتھ حملہ کیا جائے کہ گورو صاحب کو ایک ناقابل برداشت نقصان پہونچ جائے، چنانچہ یہ رائے قائم کرکے راجہ بھیم چندر نے راجہ کرپال چندر والئی کٹوچی، راجہ کیسری چندر والئے جسو وال، راجہ سکھدیو والئے جسروٹھ، راجہ ہرچندر والئے ہنڈورہ اور راجہ پرتھی چند والئے ڈوال اور راجہ فتح چند والئے سرینگر کو بلا کر دعوت دی اور ان سب پہاڑی راجوں کے سامنے راجہ بھیم چندر نے یہ بیان کیا، کہ تم جانتے ہو کہ مورتی پوجا دیوی دیوتا پوجا تیرتھ یاترا ویدوں کی مہان جنیو اور چوٹی کا رکھنا یہ ہندو دھرم کے عقائد عظیمہ ہیں، یہ ہندو دھرم کے وہ اصول ہیں جس پر ہندو دھرم قائم ہے مگر کیا آپ آنکھیں موند کر سو رہے ہیں، کہ گورو گوبند سنگھ ہمارے ان ہندو دھرم کے عقائد کی سخت مخالفت کر رہا ہے اور اس نے ہمارے مذہبی اصولوں کی جڑوں پر تیر رکھ دیا ہے کثرت سے ہندو لوگ جنیو آتار چوٹی کٹوا تیرتھ یاترا اور ویدوں کو خیر باد کہہ یا یوں سمجھو کہ ہندو دھرم کو تلانجلی دے گورو گوبند سنگھ کے حلقہ بگوش ہو رہے ہیں، یہ دیکھ تمھیں کس طرح آرام کی نیند آتی ہے کیا تم پسند کرتے ہو کہ اس طرح ہمارے مذہبی عقائد کی توہین ہو، ابھی وقت ہے ابتدا ہے ہم اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک سکتے ہیں اور اگر چند سے اور سستی سے کام لیا گیا تو پھر گذرا ہوا وقت ہاتھ نہیں آئیگا، پھر کف افسوس ملنے اور لکیر پٹینے اور سر دھننے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا اس زبردست تقریر کا فسوں پہاڑی راجوں پر چلگیا، سب پہاڑی راجوں نے ہم آہنگ ہو کر کہا، کہ ہم حاضر ہیں، چنانچہ اس قرارداد کے بعد ساتوں کے ساتوں پہاڑی راجوں نے گورو صاحب پر حملہ بولدیا، جہانگیر کے عہد سے گورو صاحب کو دو ہزار فوج رکھنے کی اجازت تھی، پہاڑی راجوں کا متفقہ جمگھٹا دیکھ کر پانصد حلوہ مانڈھ کھانیوالے تو اسی وقت علیحدہ ہو گئے باقی صرف ڈیڑھ ہزار کے قریب رہ گئے، شیخ سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست　　در پریشاں حالی و درماندگی

سید بڈھن شاہ کو جب یہ خبر پہونچی کہ سات کے سات ہی پہاڑی راجہ اپنی مجموعی طاقت سے گورو صاحب پر حملہ آور ہوئے ہیں، اور پھر ساتھ ہی پانصد حلوہ مانڈھ کھانیوالے چیلے

بھی الگ ہو گئے تو سید بدھن شاہ دو ہزار کی پیادہ فوج لیکر گورو صاحب کے پاس پہونچ گیا، تین دن تک بڑی زبردست لڑائی ہوئی آخر تین دن کے زبردست معرکہ کے بعد راجہ ہری چند گورو صاحب کے ہاتھوں مرا اور دوسرے پہاڑی راجگان پیٹھ دکھاکر میدان سے بھاگ نکلے، سید بدھن شاہ کا لڑکا بھی اسی لڑائی میں مارا گیا، پیارو غور کرو کہ ساتوں کے ساتوں ہندو پہاڑی راجگان گورو صاحب پر اپنی متفقہ طاقت سے حملہ آور ہوتے ہیں، اور چاہتے ہیں، کہ ہم گورو صاحب کی طاقت کو ہمیشہ کیلئے توڑ کر رکھدیں ایسے نازک وقت میں حلوہ مانڈہ کھانیوالے سکھ بھی جدا ہو جاتے ہیں، ایسے آڑے وقت میں بیگانے تو بیگانے اپنے بھی جدا ہو جاتے ہیں، ذرا آپ اس بھیانک نظارہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ، دشمن اپنی متفقہ طاقت سے چاروں طرف گھیرے ہوئے ہے، ایسی ڈراونی حالت میں اور تو اور اپنے بھی علیحدہ ہو جاتے ہیں، ہاں اس مشکل اور درماندگی میں اگر کوئی کام آتا ہے اور شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کیلئے بندوقوں کی گولیوں کے سامنے، تلوار کی دھار کے مقابل میں، تیروں کی تیز نوکوں کے سامنے اگر کوئی اپنی چھاتی پھیلاتا ہے، تو وہ سید بدھن شاہ ساڈھورہ والے تھے، جنہوں نے ایسے وقت میں دو ہزار فوج دی، اور اس لڑائی میں ان کا اکلوتا لڑکا بھی کام آیا، پیارو غور کرو۔ کہ اس نازک وقت میں ہندوؤں نے گورو صاحب سے کیا سلوک کیا، اور مسلمانوں نے گورو صاحب پر کس طرح جانیں قربان کیں، یہ سب باتیں قابل غور ہیں، مگر کس قدر تعجب اور حیرت کی جا ہے کہ پھر بدنام ہوں تو مسلمان، ہماری دل وجان سے یہ دعا ہے کہ جس طرح ایام اولی میں سکھوں اور مسلمانوں کا زبردست اتفاق تھا، دونوں بھائی بھائی تھے، ایکدوسرے کے زبردست غمگسار تھے، ایک کیلئے دوسرا اپنی جان کو جوکھم میں ڈال دینا بہت ہی معمولی بات سمجھتا تھا، خدا کرے کہ اب بھی اسی پریم اور محبت کی لہر ان دونوں بھائیوں میں دوڑ جائے، اور ایکدوسرے کے ساتھ بچھڑے ہوئے دو پانیوں کی طرح ملجائیں اس قدر تکالیف دینے کے بعد بھی راجہ بھیم چندر کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا، اب اس نے ایک نہایت زبردست چال چلی، اور اس نے گورو صاحب کے ساتھ صلح کی طرح ڈالی، جس کی تہ میں یہ غرض پوشیدہ تھی، کہ کسی نہ کسی طرح شاہان مغلیہ کی جبست میں گورو صاحب کو لایا

جائے، اور مغلیہ سلطنت کے ساتھ گورو صاحب کی ٹھن جائے، گورو صاحب جوان دنیوی چالوں سے ناآشنا تھے، وہ بھیم چندر کی اس گہری سازش میں آگئے، اور بھیم چندر کا داؤ چل گیا، جب راجہ بھیم چندر نے گورو صاحب کے حضور حاضر ہو کر اپنی پچھلی کرتوتوں پر اظہار ندامت کیا تو گورو صاحب نے خندہ پیشانی سے انھیں معاف کردیا، اور گورو صاحب سے اس نے یہ عہد لے لیا، کہ اگر آئندہ مجھ پر کوئی مصیبت آئے تو آپ میری مدد فرماویں، راجہ بھیم چندر اس بات کو بخوبی جانتا تھا، کہ خواہ کچھ ہو جائے، مگر گورو صاحب اپنے قول اور عہد کو نہیں توڑ سکتے یہ اطمینان حاصل کرنے کے بعد راجہ بھیم چندر نے شاہان دہلی کو خراج دینے سے انکار کردیا یہ دیکھ کر صوبہ سرہند نے ایک دستہ راجہ بھیم چندر کی سرکوبی کیلئے بھیجا، راجہ بھیم چندر نے گورو صاحب سے مدد طلب کی۔ گورو صاحب جو اپنے قول کے پکے اور عہد کے پورے تھے، جن کی زبان پر اپنے گورو کا یہ قابل قدر قول تھا ؎

بانہہ جنہاں دی پکڑیئے سر دیجے بانہہ نہ چھوڑیئے ، گورو تیغ بہادر بولیا دھر پیئے دھرم نہ چھوڑیئے

ہم اوپر بیان کرچکے ہیں، کہ پہاڑی راجہ بھیم چندر جو ایک چالاک اور ہوشیار ہستی تھی اور سیاسی معاملات کو خوب سمجھتا تھا، اس نے جب اکیلے اور پھر سب پہاڑی راجاؤں کے ساتھ ملکر اس امر کا کما حقہ اندازہ لگا لیا، کہ گورو صاحب پر قابو پانا کوئی آسان امر نہیں ہے اور دوسری طرف جب راجہ بھیم چندر یہ دیکھ رہا تھا، کہ جوق در جوق ہندو لوگ جنیُو اور چوٹی وغیرہ کو جواب دیکر دھڑا دھڑ گورو صاحب کے ساتھ مل رہے ہیں، اور گورو صاحب کی یہ ترقی راجہ بھیم چندر وغیرہ کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی، وہ نہیں چاہتا تھا، کہ نینا دیوی کی بجائے ہندو لوگ اس وحدۂ لاشریک کی پوجا کریں، راجہ بھیم چندر کی چالاکی نے ایک راہ سوچی کہ گورو صاحب کی مٹھ بھیڑ مغلیہ سلطنت سے کرادی جائے اور پھر مطلب حل ہو جائیگا، یہ سوچ اس نے گورو صاحب سے صلح کی طرح ڈالی اور یہ وعدہ لے لیا کہ اگر آپ کو ضرورت ہو تو میں آپ کا ساتھ دوں گا اور اگر مجھے ضرورت ہو تو آپ میرا ساتھ دیں، گورو صاحب جن کا ظاہر و باطن یکساں تھا، اور جو راجہ بھیم چندر کی ان گُربہ بازیوں سے بالکل ناواقف تھے، تو وہ فوراً اس پہاڑی راجہ کے جھانسہ میں آگئے، بس اس بات سے اطمینان حاصل کرکے راجہ

بھیم چند نے شہنشاہ مغلیہ کو خراج دینے سے انکار کر دیا، یہ دیکھ فوجدار علاقہ نے ایک چھوٹا سا دستہ راجہ بھیم چند کو راہ راست پر لانے کیلئے بھیجا بس پھر کیا تھا، وعدہ کے مطابق راجہ بھیم چند نے شری گورو گوبند سنگھ صاحب سے مدد طلب کی، گورو صاحب نے جو قول کے پکے تھے بھیم چند کی چالاکیوں سے بیخبر ہو کر شاہی فوج کے مقابلہ کیلئے اپنے آدمی بھیجدیئے۔ فوجدار علاقہ نے محض راجہ بھیم چند کی سرکوبی کیلئے بہت ہی مختصر سا دستہ فوج بھیجا تھا، لکھا ہے کہ اس دستہ کو شکست ہوئی، مگر یہ ابتدا تھی گورو صاحب اور مغلیہ سلطنت کے مقابلہ کی۔

مگر غور کیجئے کہ کیا گورو صاحب از خود مغلیہ سلطنت کے مقابلہ پر اترے۔ کیا کسی ملک گیری کی ہوس نے اُن کو مجبور کیا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ محض ایک پہاڑی ہندو راجہ کی چالبازیوں سے جو وہ گورو صاحب کو مغلیہ فوج کیساتھ ٹکرا کر اُن کی طاقت کو ہمیشہ کیلئے کمزور کرنا چاہتا تھا، ان دنوں اورنگ زیب رحمتہ اللہ علیہ تو دکن کی طرف ایک مہم پر تھے، اس لئے فوجدار علاقہ نے کچھ اور فوج دے کر پہاڑی راجاؤں اور گورو صاحب کے مقابلہ کیلئے بھیجا مگر اس دفعہ بھی اس دستہ فوج کو شکست ہوئی، مگر خیال کرو کہ ہر دو دفعہ گورو صاحب از خود شاہی فوج کے سامنے معرکۃ الآرا نہیں ہوئے بلکہ محض پہاڑی راجہ کی چالبازیوں کی وجہ سے جو چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح گورو صاحب کو مغلیہ فوج کے مقابلہ میں لایا جائے، یہ خبریں جب دکن میں اورنگ زیب رحمتہ اللہ علیہ کو پہنچیں کہ اس طرح پنجاب کے پہاڑی علاقہ میں شورش ہے تو اس نے شہزادہ معظم بیگ کو رفع فساد کیلئے پنجاب روانہ کیا، شہزادہ خود تو لاہور چلا گیا اور مرزا بیگ دس ہزاری کو بھیجکر راجاؤں کو مغلوب کر دیا، گورو صاحب بھی چونکہ پہاڑی راجاؤں کی مدد پر تھے اس لئے ایک دستہ فوج سکھوں کی تادیب کیلئے مقرر ہوا، جس نے سکھوں کو شکست دیکر انندپور فتح کیا، واپسی پر سکھوں نے فاتح فوج پر شبخون مارا جس سے کچھ نقصان ہوا، شہزادہ نے شبخون کی پاداش میں پھر فوج کشی کا حکم دینا چاہا، مگر منشی دربار نے شہزادہ کے سامنے گورو صاحب کی بہت تعریف کی، جسے سُنکر شہزادہ بہت خوش ہوا اور بجائے فوج کشی کے گورو صاحب کے ساتھ رابطہ اتحاد کے لئے خط و کتابت شروع کر دی، آفرین ہے منشی دربار کو جس نے

گورو صاحب کی تعریف کی، اور شاباش ہے شہزادہ کو جس نے منشی دربار کی بات مان کر حق شناسی کا ثبوت دیا، پیارو! اب غور کرو کہ ہندو راجہ گورو صاحب سے کیا سلوک کرتے رہے۔ اور پھر مسلمان گورو صاحب سے کس حسن سلوک سے پیش آتے رہے ان سب واقعات سے یہ امر تو صاف ہے۔ کہ گورو صاحب نہ تو سلطنت کے دشمن تھے اور نہ انہیں ملک گیری کی ہوس تھی یہ سب کچھ ہندو راجاؤں کی چالبازیوں سے ظہور میں آیا جب ہندو راجوں نے دیکھا، کہ اس طرح بھی دال نہیں گلی، اور مطلب سدھ نہیں ہوا تو پھر انھوں نے ایک اور کمینہ راہ اختیار کیا جس طرح انھوں نے اپنی چالاکیوں سے گورو گوبند سنگھ صاحب کے والد بزرگوار جناب گورو تیغ بہادر سے یہ کہہ کر کہ اب ہمکو زبردستی مسلمان کیا جا رہا ہے، کوئی علاج بتلاؤ تو گورو صاحب نے اُن کی مدد کی "اور شرن پڑے ہوؤں کی لاج" رکھتے ہوئے اپنے آپ کو بھی قربان کر دیا تھا، ٹھیک اسی طرح ہندو راجاؤں نے گورو گوبند سنگھ صاحب کے ساتھ بھی یہی راہ اختیار کرنی چاہی اور کہا کہ گورو مہاراج ایک بڑا بھاری یگ کیا جائے، اور اس میں سے دیوی پرگٹ ہوگی، جو ہندوؤں کی مُردہ ہڈیوں میں از سر نو جان ڈالدیگی چنانچہ ایک بڑا بھاری دیوی پرگٹ یگیہ (دیوی کے ظاہر ہونے کیلئے) کیا گیا۔ جب شعلے بلند ہونے لگے تو مندر کے پوجاری برہمن نے اپنی کمینہ فطرت کا نہایت بُری طرح اظہار کیا اور کہا کہ گورو مہاراج جب تک آپ جیسا دھرماتما خود یا آپ کا کوئی عزیز بہ نفس نفیس اس یگ کی آہوتی نہیں بنیگا، تب تک دیوی پرگٹ نہیں ہوگی، گورو مہاراج ان کی کمینہ فطرت اور مکروہ چالوں کو فوراً تاڑ گئے، گورو مہاراج نے مندر کے پوجاری سے مخاطب ہو کر کہا کہ مہاراج آپ برہمن دیوتا ہیں، بھلا آپ سے بڑھ کر اور کون دھرماتما ہو سکتا ہے سب سے بہتر یہی ہے کہ آپ کی آہوتی ہی دی جائے، جب ان کو یہ معلوم ہوا، کہ اب تو ہمارا راز طشت از بام ہو گیا، تو وہ سب کے سب پوجاری اور دیگر پہاڑی راجگان چمپت ہو گئے، اور گورو مہاراج ان کی حرکات کو خوب بھانپ گئے، میرا خیال ہے کہ گورو گوبند سنگھ جیسے موحد شخص کی شان سے یہ بعید تھا، کہ وہ تمستنگ اکال لے

نمستنک دیا لے" کہتے ہوئے **اور کرشن بشن کبھو نہ دھاؤں جو برجا ہوں جو تم سے پاؤں"** یعنی مجھے کرشن اور وشنو وغیرہ دیوتا دیوی کے پوجنے کی ضرورت نہیں ہے **میں** اپنی ہر ایک حاجت کیلئے اس احکم الحاکمین کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں گا جسکے سامنے یہ دیوی دیوتا بھی ہاتھ باندھے کھڑے ہیں، تو تبلائیے کہ ایسا مواحدانہ عقیدہ رکھتے ہوئے یہ کیسے اور کس طرح ہو سکتا تھا کہ گورو مہاراج دیوی کی پوجا کرتے، دیوی کی پوجا سے غالباً یہی مراد ہوگی کہ وہ بت پرستوں کو عملی سبق دیں، کہ دیکھو جن کی تم پوجا کرتے ہو وہ نہ تمہاری کوئی بات سن سکتے ہیں اور نہ تمھیں کوئی فائدہ پہونچا سکتے ہیں، پوجنے کے قابل صرف وہی ایک ہستی ہے۔ جو ہماری دعاؤں کو سنتی اور ہماری جائز خواہشات کو پورا کرتی ہے بہرحال اس سے آپ یہ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہندو گورو صاحب سے کیا سلوک کرتے رہے، اور مسلمان کس طرح پیش آتے رہے۔

جب گورو صاحب نے یہ دیکھا کہ حلوہ مانڈھ کھانیوالے ریاکار لوگ بھی شامل ہیں جو دراصل منافق ہیں، اور وقت پڑے پر فوراً پیٹھ دکھا کر بھاگ جائینگے اسلئے گورو صاحب نے منافق اور مخلص کا امتحان کرنا چاہا۔ اور ایک خیمہ ایستادہ کیا گیا، اور گورو صاحب برہنہ تلوار لیکر خیمہ کے آگے کھڑے ہوگئے، اور کہا کہ اسوقت گرو کے پیاروں کے سروں کی ضرورت ہے وہ آئیں اور چند لمحوں کی تکلیف کے عوض دائمی راحت اور خوشی کو حاصل کریں، یہ کڑی آزمائیش دیکھ کر جس قدر حلوہ مانڈھ کھانیوالے تھے وہ سب کے سب رفو چکر ہوگئے، ہاں جن کے دلمیں گرو کی محبت تھی، اور جنھیں گورو کے ساتھ سچا پریم تھا وہ بڑی خوشی کے ساتھ گورو کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھے اور بولے

ایہہ تن بش کی بیلڑی گور وامرت کی کان سیس دئیے جو گرو ملے تو بھی سستا جان

گورو صاحب نے ان مخلص لوگوں کو ریاکاروں اور منافقوں سے الگ کر لیا، اور اس کا نام "خالصہ" رکھا، چونکہ پہاڑی راجوں کی آئے دن کی شرارتوں سے گورو مہاراج تنگ آ گئے تھے وہ کوئی کمینہ سے کمینہ چال نہ تھی جو پہاڑی راجاؤں نے گرو صاحب کے برخلاف نہ چلی ہو آخر تنگ آکر گورو صاحب نے بھی اپنے چیلوں کو حکم دیا کہ اب

صبر کا وقت نہیں ہے اب کھلم کھلا پہاڑی راجاؤں کا مقابلہ کرو جس قدر تم کو تنگ کیا ہی تم بھی کرو جس قدر مہذب اقوام ہیں، مدافعانہ جنگ کو کسی نے بھی منع نہیں کیا، بلکہ قوم کی زندگی کیلئے مدافعانہ پہلو ایسا ہی ضروری ہے جیسا انسانی بقا کیلئے ہوا لازمی ہے وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں پر آوازے کستے ہیں اور اسلامی جنگوں کو بُرے سے بُرے سانچے میں ڈھال کر دنیا کے سامنے پیش کرنا اعلیٰ درجہ کا کار خیر سمجھتے ہیں جائیں وہ لوگ ذرا حضرت رامچندر کی سوانح پر نظر ڈالیں کہ آخر تنگ آکر اُن کو بھی راون کے مقابلہ میں اپنی تلوار سونتنی پڑی، جائیں وہ ذرا پیارے کرشن کی زندگی پر نظر ڈالیں جنھوں نے مدافعانہ جنگ میں فریقین کو ہی تباہ کرا دیا، پچھلے دنوں یورپ میں جو جنگ عظیم اور مہابھارت شروع تھا، دیکھو اس میں ہماری سرکار کو بھی مدافعانہ جنگ کرنی پڑی جو قوم اپنے بچاؤ کیلئے کوئی اسباب مہیا نہیں کرتی، وہ بہت جلد دنیا سے ناپید جاتی ہے اس لئے گورو صاحب کو بھی آخر پہاڑی راجاؤں سے تنگ آکر تلوار میان سے سونتنی پڑی، اور پہاڑی راجاؤں کو ناکوں چنے چبوائے۔ اُن کے تقریباً چار ہزار آدمی مارے گئے بعض تاریخوں میں لکھا ہے کہ پہاڑی راجاؤں نے گورو صاحب کو کھلم کھلا یہ پیغام دیا تھا، کہ تم انندپور جو گرو صاحب کی زرخرید جگہ تھی، خالی کر دو، مگر گورو صاحب نے انکار کیا، پہاڑی راجاؤں نے اور دھمکیاں دینی شروع کیں، پھر گرو صاحب نے بھی اُن کے برخلاف علانیہ جنگ شروع کر دی، واقعات خواہ کچھ ہوں مگر اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ گرو صاحب نے محض تنگ آکر پہاڑوں راجاؤں کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھائے، جب گرو صاحب کے مقابلہ میں اون کو سخت ترین ہزیمت اُٹھانی پڑی، تو وہ اور بھی زیادہ سٹ پٹائے، اور ہر ایک راجہ کو راجپوتی شان کی قسم دی، کہ اگر گورو صاحب کی طاقت کو نہیں توڑا جائیگا تو پھر یہ اُن کی بڑھتی ہوئی طاقت ہمیں نیست و نابود کر دیگی، اس لئے سب ملکر صوبیدار سرہند کے حضور حاضر ہوئے اور گورو صاحب کے مقابلہ کیلئے مدد کی درخواست کی، بعض جگہ تو یہ لکھا ہے کہ اس غرض کیلئے بیس۲۰ ہزار روپیہ صوبہ سرہند کی نذر کیا گیا، صوبہ سرہند نے فوج کا کثیر حصہ گورو صاحب کے مقابلہ کیلئے پہاڑی راجاؤں کیساتھ کر دیا چونکہ

مقابلہ کی فوج زیادہ تھی، اسلیئے گورو صاحب نے علانیہ میدان میں لڑنے کی بجائے انندپور کے قلعہ میں محصور ہوکر مقابلہ کو زیادہ محفوظ سمجھا۔ پہاڑی راجاؤں نے شاہی فوج کے ساتھ ملکر ۱۷۵۰ بکرمی سمت کو بمقام کیرت پور گورو صاحب پر حملہ کر دیا، اور گورو صاحب محصور ہوگئے، آپ کے بہت سے آدمی بھی اس جنگ میں کام آئے اور رسد بھی ختم ہوگئی آخر تنگ آکر گورو صاحب کسی طریقہ سے بچکر قلعہ سے صاف باہر نکل گئے، جب پہاڑی راجاؤں کو یہ معلوم ہوا کہ باوجود ہماری ان شدید کوششوں کے گورو صاحب صاف بچکر نکل گئے تو اُن کے رنج وغصہ اور غیض وغضب کی کوئی انتہا نہ رہی اور رنج وغصہ سے اپنے ہاتھ کاٹنے شروع کردیئے کیونکہ وہ تو گورو صاحب کا سر نیزہ پر دیکھنا چاہتے تھے گورو مہاراج نے انندپور سے نکل کر ملک کے مختلف حصص میں گھومنا شروع کیا، وہ پہلے راجہ بسولی کے علاقہ میں گئے، اس کے بعد راجہ بھنبر کے ہاں چلے گئے ان راجاؤں کو اس وقت تک گورو صاحب سے کوئی عناد نہ تھا، کیونکہ گورو صاحب لڑائی کیلئے پیشقدمی کیواسطے نہ پہلے تیار تھے نہ اب، گورو صاحب نے جو کچھ بھی کیا محض مدافعانہ رنگ میں، چنانچہ اس طرح بحالت دشت نوردی راجہ کلموٹھہ نے گورو صاحب کی جماعت پر حملہ کر کے ان کو لوٹ لیا، تو سکھوں کی رگ حمیت پھر جوش میں آئی۔ اور اُنھوں نے راجہ کلموٹھہ کے حملہ کی مدافعت پر کمر ہمت کو چست کیا راجہ کلموٹھہ کی اعانت کیلئے جوالا مکھی کا مہنت بھی ایک خاصہ دستہ دیوی کے اپاسکوں کا لیکر آملا اور ہر دو نے ہندوؤں کے جذبات کو اس طرح بھڑکانا شروع کیا کہ گورو جنیو اور چوٹی کا سخت دشمن ہے دیوی دیوتا کی پوجا سے لوگوں کو منع کرتا ہے تیرتھوں پر جانیسے روکتا ہے وید ول کی نندا کرتا ہے اس لئے گورو صاحب کے مقابلہ میں سب ہندوؤں کو راجہ کلموٹھہ کی ضرور مدد کرنی چاہیئے مہنت کے اس اُپدیش کو سنکر بہت سے ہندو جوش میں آگئے، اور سب گورو صاحب کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے بڑی زبردست لڑائی ہوئی مگر خدا کی شان گورو صاحب کے مقابلہ میں دیوی دیوتاؤں کے پوجاریوں کو شکست فاش ہوئی راجہ کلموٹھہ جنگ سے منہ موڑکر میدان سے بے طرح بھاگا، سکھوں نے مہنت صاحب کی خوب درگت کی، گورو صاحب پر جو دیوی پوجا کا الزام لگایا جاتا ہے یہ واقعہ نہایت شدومد سے اس کی تردید

کرتا ہے اگر گورو صاحب دیوی کے پوجاری ہوتے تو یہ بالکل صاف اور ظاہر بات تھی کہ جوالا مکھی یا جوالا دیوی کا مہنت ہرگز ہرگز اس طرح گورو صاحب کے برخلاف لڑائی کے لئے نہ اُٹھتا اور ہندوؤں کے جذبات سے اس طرح اپیل نہ کرتا کہ گورو صاحب دیوی دیوتا کی پُوجا کے دشمن ہیں اور ہندو دھرم سے بیزار ہیں۔ یہ واقعہ نہایت صریح اور صاف الفاظ میں دیوی پُوجا کا الزام جو گورو صاحب پر لگایا جاتا ہے اس کی تردید کرتا ہے خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا دیکھنے والی بات یہ ہے کہ گورو صاحب کی جسقدر بھی لڑائیاں ہوئیں وہ ہندوؤں کے ساتھ اور ہندوؤں نے ہی سب سے پہلے گورو صاحب کی طاقت کو کچلنے کیلئے ہتھیار اُٹھائے اگر مسلمان لڑائی میں شامل ہوئے تو وہ محض ہندو راجاؤں کی شدید کوشش اور چالبازیوں کی وجہ سے، ہندو راجاؤں نے جب گورو صاحب کو اس طرف لڑائی میں مصروف پایا تو گورو صاحب کی عدم موجودگی میں انندپور کو لوٹ کر بالکل ویران کردیا، عمارتوں تک کو منہدم کر دیا، اور ایسا کرنیکے بعد ہندو راجے بالکل بیفکر ہو گئے کہ اب گورو گوبند سنگھ انندپور نہیں آسکیگا، راجہ کلموٹھہ کو شکست دینے کے بعد جب گورو صاحب انندپور پہونچے تو انھوں نے انندپور کو خراب خستہ حالت میں پایا مگر گورو صاحب وہیں ویران شدہ انندپور میں ہی بیٹھ گئے، اور بہت سے مرید آپ کے گرد جمع ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں انندپور پھر پہلے کی طرح آباد ہو گیا، یہ دیکھکر پہاڑی راجہ پہلے سے بھی زیادہ سٹ پٹائے، اور اب کی دفعہ پہاڑی راجاؤں نے گورو صاحب کے خلاف نہایت ہی کمینہ اور مکروہ چال چلی، وہ بجائے صوبہ سرہند کے پاس جانیکے سیدھے دہلی میں اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہونچے اور کہا کہ گورو گوبند سنگھ مذہب اسلام کا سخت خطرناک دشمن ہے اور وہ اسلام اور اسلامیوں کو بیخ و بُن سے اُکھیڑنا چاہتا ہے اگر جلدی سے اس فتنہ کو فرو نہ کیا گیا تو اس کا نتیجہ خطرناک ہوگا۔ ابھی وقت ہے۔ اور نہ صرف وہ سلطنت اور اسلام کا ہی دشمن ہے بلکہ بوجہ سلطنت کے فرمانبردار ہونے کے ہمارا بھی، ہم اس کے ہاتھوں بارہا لوٹے گئے ہمیں کوئی دن چین کا نصیب نہیں ہوا، یا تو شہنشاہ معظم ہماری حفاظت کریں یا خراج لینا چھوڑ دیں، بھلا اورنگ زیب جیسا غیور آدمی اس طعن کو کیسے برداشت کر سکتا تھا، صوبہ دار کو گورو صاحب کی طلبی کا حکم بھیجا طلبی نامہ لیجانیوالے سوار تین دفعہ قتل کئے گئے پھر

فوج بھیجی گئی۔

اب جائے غور ہے کہ ہندو راجے پہلے خود گرو صاحب سے لڑے جب اس طرح انکا مطلب حل نہ ہوا، تو صوبہ سرہند کو رشوتیں دیکر اپنے ساتھ ملایا اور جب اس طرح بھی دل کی بات پوری نہ ہوئی تو پھر اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور جاکر روئے پیٹے، ان سب واقعات پر غور کرنے سے نتیجہ صاف ہے کہ مسلمانوں کو گورو صاحب سے قطعاً کوئی عداوت اور دشمنی نہ تھی، گورو صاحب نے جس قدر دُکھ اُٹھائے وہ ہندو راجوں ہی کے ہاتھوں، عالمگیر نے جب ہندو راجاؤں سے گورو صاحب کے متعلق شکایات کا دفتر سُنا تو مجبور ہوکر اُنھوں نے ہندو راجاؤں کے ساتھ کچھ فوج کردی، اور نواب سرہند کو گورو صاحب کی طلبی کا حکم بھیجدیا، اور شاہی فوج نے ۱۷ر پھاگن سمت ۱۷۵۹ کو انند پور کا محاصرہ کرلیا اور لڑائی شروع ہوئی راجہ بھیم چند اور عظیم خاں جو سر لشکر تھے اس لڑائی میں کام آئے، اُن کے مارے جانے کے بعد فوج میں ابتری پھیل گئی، اور وہ بھاگ گئے گورو صاحب کی طرف سے جن شخصوں نے اس لڑائی میں داد مردانگی دی، اُن میں میر بیگ اور ماموں خاں بہت مشہور ہیں، مسلمانوں کا گورو صاحب کی فوج میں شامل ہونے سے یہ نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ نہ گورو صاحب کو مسلمانوں سے کوئی دشمنی تھی، اور نہ مسلمانوں کو گورو صاحب سے کوئی عداوت، اگر ایسا ہوتا تو نہ کوئی مسلمان گورو صاحب کی فوج میں بھرتی ہوتا اور نہ اسطرح سے داد مردانگی دیتا، بلکہ گورو صاحب کی لڑائی راجہ بھیم چند سے تھی، جس طرح راجہ بھیم چند سے گورو صاحب لڑانے کے لئے مجبور تھے اسی طرح سلطنت بھی اپنے ایک باجگذار کی مدد کیلئے مجبور تھی پیارو غور کرو سکھوں کی طرف سے کون لڑا؟ سکھ اور مسلمان، کسی ہندو کا قطعاً نام نہیں پاؤگے کیا اس وقت کے مسلمان اور سکھ اس طرح تعصب ضد اور ہٹ میں ڈوبے ہوئے تھے؟ نہیں، ہرگز نہیں، اُن کا طرز عمل صاف بتلاتا ہے کہ وہ ٹھیک ایکدوسرے کے ساتھ بھائی بھائی کی طرح رہتے تھے، گورو صاحب کے عہد میں موجودہ تعصب کا نام و نشان تک بھی نہ تھا

اب رہا یہ سوال، کہ عالمگیر نے گورو صاحب کی تادیب کیلئے کیوں فوج بھیجی وجہ یہ کہ سب پہاڑی راجے جن کا سرغنہ بھیم چند تھا، شہنشاہ عالمگیر کے حضور جاکر روئے کہ گورو صاحب

نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے۔ نہ صرف ہمیں بلکہ وہ پنجاب میں مسلمانوں کی سلطنت کو تہ و بالا کر دینا چاہتا ہے یہ سُنکر عالمگیر نے اپنے ایک باجگذار کی اعانت کرنا اور اس کی شکایات پر کان دھرنا ضروری سمجھا۔ گورو مہاراج نے فقیرانہ طرز معاشرت کی شان کے بعید سمجھا کہ پہاڑی راجاؤں کی شکایات عالمگیر کے پاس لیکر جاتے اگر گورو صاحب بھی اورنگ زیب کے پاس پہاڑی راجاؤں کی شکایات لیجاتے اور اُن کے حرکات شنیعہ سے شہنشاہ عالمگیر کو اطلاع دیتے تو یقیناً یقیناً اورنگ زیب گورو صاحب کی شکایات پر بھی ویسے ہی کان دہرتا جس طرح پہاڑی راجاؤں کی شکایات پر توجہ کی، اس جگہ ایک اور سوال ہو سکتا ہے مانا کہ گورو صاحب اسلام کے دشمن نہ تھے مگر سلطنت کے دشمن تو ضرور تھے، مگر نہیں نہیں جن لوگوں کو سکھ تاریخ پر نظر ڈالنے کا اتفاق ہوا ہے وہ بغیر کسی سوچ اور غور کے اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ گورو صاحب کو سلطنت کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی، یہ تو صحیح بات ہے کہ گورو صاحب خاصی طاقت رکھتے تھے، مگر آپ نے کبھی بھی سلطنت کے کسی علاقہ میں لوٹ مار نہیں مچائی اور اگر آپ سلطنت کے دشمن ہوتے تو صاحب طاقت ہونیکی وجہ سے کئی دفعہ سلطنت میں لوٹ مار مچاتے، مگر تاریخ اس امر کی گواہی دیتی ہے کہ آپ نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا، اگر شاہی فوج کا مقابلہ کیا تو محض اس لئے کہ ہندو اُسے چڑھا کر لائے یا ہندو راجہ اس کے افسر تھے، غرضیکہ گورو صاحب کی یہ لڑائیاں ہندو راجاؤں کے ساتھ تھیں۔ شاہی فوج کے ساتھ کبھی بھی آپ نے پیشقدمی سے کام نہیں لیا، بلکہ طریقہ مدافعت اختیار کیا جو ہر ایک دلیر اور شجاع کا فرض ہے جیسا کہ میں پہلے عرض کر آیا ہوں، وقت نہیں ہے میں کسی دوسرے وقت میں یہ ثابت کرونگا کہ سلاطین مغل ہی سے کتنے لوگ گورو صاحب کی طرف سے ہو کر لڑے ....

.... گورو صاحب ہرگز ہرگز سلطنت کے دشمن نہ تھے، نہ انھوں نے کبھی سلطنت کے مقابلہ کی کوشش کی البتہ جو فوج ہندو راجاؤں کے ساتھ ہو کر لڑی گورو صاحب نے اس کا ضرور مقابلہ کیا۔

راجہ بھیم چند اور شاہی فوج کے پسپا ہونیکی خبر جب عالمگیر کو پہونچی تو عالمگیر نے فوراً سرہند کے علاوہ لاہور اور کشمیر کے صوبہ داروں کے نام احکام بھیجے کہ انندپور جاکر گورو

گوبند سنگھ کو گرفتار کرو، شاہی فوج نے انند پور پر حملہ کیا اور گورو صاحب کو محصور کر لیا، مگر شبخون کی وجہ سے پھر فوج کو بھاگنا پڑا، جب یہ خبر اورنگ زیب کو پہونچی تو اب کی دفعہ انھوں نے سب حکام پنجاب کو فوج کشی کیلئے حکم دیا اور گرو صاحب محصور ہوگئے۔

ایک مٹھی بھر جماعت کا ٹڈی دل سے مقابلہ ہے آخر نوبت یہاں تک پہونچگئی کہ ایک ایک سکھ جاتا ہے اور میدان جنگ میں بہادرانہ موت کو لبیک کہتا ہے اسی حالت میں ہندو راجگان کی طرف سے یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ ابھی وقت ہے اپنے ...... پرچار کو چھوڑ دو، دیوی دیوتا اور مورتی پوجا کے حق میں اپنی آواز کو بلند کرو، شری گورو صاحب نے نہایت بے پروائی سے سر پھیر دیا کہ جب تک جان میں جان اور دم میں دم ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ توحید کی اشاعت اور حق کے پرچار سے منہ پھیر لیا جائے، مبارک ہے وہ وجود جو دھرم اور حق اور صداقت اور صراط مستقیم کی راہ میں اپنی جان قربان کرتا ہے، پیارو! اس بھیانک نظارہ کو تھوڑی دیر کیلئے اپنے سامنے لاؤ، مٹھی بھر جماعت کو دشمن کے ٹڈی دل نے گھیرا ہوا ہے، تلواریں بجلی کی طرح چمک رہی ہیں، خوراک ختم پانی ندارد، غرضیکہ ہر طرف لاچاری مجبوری بیکسی بے بسی اور بے سروسامانی منہ پھیلائے ہوئے ہے۔ ایسی حالت میں حریف کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ہم تم سے اور کچھ نہیں چاہتے، تم دیوی دیوتا اور مورتی پوجا کی نندیا اور تردید نہ کرو، مگر گورو اور مستقل مزاج گورو یہ جواب دیتا ہے کہ جبتک جان میں جان اور دم میں دم ہے یہ ناممکن ہے کہ میں حق کے پرچار اشاعت صداقت اور نعرہ توحید سے منہ موڑوں، آگ سرد ہو جائے تو ہو جائے، لوہا نرم ہو جائے تو ہو جائے، پتھر پگلیں تو پگلیں شیر بکری بنے تو بنے سورج اپنی روشنی کو چھوڑے تو چھوڑے ہوا المس کو ترک کرے تو کرے مگر یہ ناممکن ہے کہ وہ سر جو خدا کے حضور جھکتا ہے کسی اور کے آستانہ کی طرف نگاہ اٹھائے، واہ کس قدر استقلال کتنی ہمت کیسی جرأت کیسی دلیری ایسی حالت میں جبکہ حلوہ مانڈہ کھانے والے مریدوں نے کہا کہ اب تو ہم بھوکے مرنے لگے ہیں، اب ہم میں لڑائی کی ہمت نہیں ہی بہتر ہے کہ اب بھی صلح کرلی جائے مگر جوش شجاعت اور تہور اور خودداری نے تلوار ہاتھ سے چھوڑنے کی اجازت نہ دی، گورو صاحب نے اُن کو کہا کہ اگر یہی بات ہے اور تمنے

ایسا ہی بزدلی کا نمونہ دکھلانا ہے تو لکھ دو کہ نہ ہم تمہارے چیلے اور نہ تم ہمارے گورو، خدا کی قدرت بہت سے حلوہ مانڈہ کھانیوالے چیلوں نے لکھدیا صرف چالیس راسخ الاعتقاد مُرید باقی رہ گئے، جنہوں نے عسر و یسر میں ساتھ دینے کا پختہ عہد کیا، وقت تنگ تھا، گورو صاحب نے پہلے تو زنانہ سواریوں معہ چند عقیدت کیش مُریدوں کے باہر نکالا اور پھر خود معہ چند عقیدتمند چیلوں کے باہر نکلے زنانہ سواریاں کسی طرح بھیس بدل کر نکل گئیں، اور گورو صاحب چمکور پہونچ کر ایک عالیشان مکان میں پناہ گزین ہوئے اور پھر لڑائی شروع ہوئی، گورو صاحب کے حالات تو ہم پھر لکھینگے، فی الحال اس دردناک نظارہ کا بھیانک سین آپ کو دکھلاتے ہیں کہ جسے دیکھکر اور سنکر جگر منہ کو آتا اور دل پاش پاش ہو جاتا ہے اور جو دُنیا کی تواریخ میں ایک سُرخ ورق ہے گورو مہاراج کی بوڑھی والدہ اور دو چھوٹے چھوٹے لخت جگر اس افراتفری کی حالت میں بھولتے بھٹکتے روپڑ کے قریب موضع کھیڑی میں اپنے خاندانی پروہت گنگورام کے ہاں رات آرام کرنے کیلئے ٹھہرے، وہ گنگو برہمن جو گورو صاحب کا نمک خوار تھا، جس پر گورو صاحب کے بے پایاں احسانات تھے مگر اس ظالم اور سفاک نے جب گورو مہاراج کے جگر کے ٹکڑوں کو بے سر و سامانی کی حالت میں پایا تو اس خونخوار کی نظر بدل گئی، اپنے ہاتھوں کو معصوموں کے خون میں رنگنا چاہا، اسکی بدلی ہوئی نظر کو دیکھ کر گورو مہاراج کی والدہ مکرمہ نے زیور اتار کر دیدیا مگر اس خونی اور سفاک اور ستم کیش کا دل ٹھنڈا نہ ہوا، یہ بھینٹ (نذر) لیکر بھی برہمن دیوتا پرسن نہ ہوئے، بلکہ انھوں نے اپنی دکھشنا (نذر) میں گورو مہاراج کے لخت جگروں اور نونہال فرزندوں کو موت کے گھاٹ اُتارنا چاہا چنانچہ گنگو برہمن نے فی الفور حاکم سرہند کو اطلاع دی کہ اسطرح گورو گوبند سنگھ صاحب کے لڑکے میری حراست میں ہیں چنانچہ حاکم سرہند نے لڑکوں کو معہ اُنکی بوڑھی دادی کے بلا بھیجا، حاکم سرہند اگرچہ مسلمان تھا لیکن وہ ظالم اور سفاک نہ تھا، اس نے تا فیصلہ گورو صاحب کے صاحبزادگان کو نظر بند کر دیا آخر اس نے بچوں کو اپنے سامنے بلایا تا ان کی قسمت کا فیصلہ کرے آگے اِن دو معصوموں کے ساتھ کیا گذری، عموماً کہا جاتا ہے کہ صوبہ سرہند نے ان بچوں کو زندہ دیوار میں چنوا

دیا تھا لیکن واقعات کی موجودگی میں یہ سراسر جھوٹ ہے کیونکہ صوبہ سرہند اگرچہ حاکم وقت تھا لیکن اس کی پوزیشن گورو گوبند سنگھ کے بارے میں بعینہ وہی تھی جو کہ ہیرودیس کی مسیح کے صلیب پر کھینچے کے متعلق تھی، جس طرح گنگو رام نے اپنے ممد و معاون کیخلاف رپورٹ کر کے ان کو حاکم وقت کے ہاتھ میں گرفتار کروایا تھا، بعینہ اسی طرح مسیح کے ایک خادم نے اپنے مخدوم کو پکڑوایا تھا جس وقت حضرت مسیحؑ کو ہیرودیس کے سامنے لایا گیا اور اس نے بطور حاکم وقت کے اس مقدمہ کی سماعت کی تو اس نے فتویٰ دیا کہ میں اس شخص کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا، کہ جس کی بدولت اسکو قتل کیا جائے، میں اپنے ہاتھ پانی سے دھوتا ہوں، اور گواہی دیتا ہوں کہ یہ ایک بے گناہ شخص ہے لیکن مسیحؑ کی قوم کے آدمیوں نے شور مچایا، کہ اس کو پھانسی دو اگر تم چھوڑنا چاہتے ہو تو چور اور ڈاکو کو چھوڑ دو لیکن مسیحؑ ہمارے نزدیک چور اور ڈاکو سے بھی بُرا ہے۔ اس کو پھانسی دو اسکو پھانسی دو حاکم وقت نے مسیحؑ کی قوم کے اس واویلا کو سُنکر کہا، میں اس شخص کو بیگناہ سمجھتا ہوں اور میں اس کے قتل کے حق میں نہیں ہوں لیکن میں اس کو تمہارے سپرد کرتا ہوں تم اس کے ساتھ جو چاہو کرو، چنانچہ مسیحؑ کی ملعون قوم نے مسیحؑ کو صلیب پر کھینچا اور اس کو ایک چور اور ڈاکو سے بھی بدتر جانا، یہ اسلئے ہوا تاکہ مسیح خداوند قدوس کے جلال کو دنیا پر ظاہر کرے ٹھیک اسی طرح جب گورو گوبند سنگھ کے نازک اور ننھے ننھے بچے صوبہ سرہند کے پاس لائے گئے، تو نواب شیر محمد خاں والئی مالیر کوٹلہ نے کہا کہ اگر برسر جنگ ہے تو ان کا باپ، یہ معصوم اور بیگناہ بچے ہیں ان کو ہرگز نہ مارنا چاہئے، نواب مالیر کوٹلہ کی اس بات کو سن کر صوبہ سرہند کا دل پگھل گیا لیکن اس کے شیطان صورت موذی دیوان سچا نند نے جو ایک کھتری ہندو تھا، نواب مالیر کوٹلہ اور صوبہ سرہند کو مخاطب کر کے کہا " افعی راکشتن و بچہ اش را نگہداشتن کار خردمندان نیست چراکہ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود،،

اس موذی سچا نند کھتری کا گورو مہاراج اور ان کے فرزندوں کے بارے میں یہ تقاضا بعینہ اسی قسم کا تھا جس قسم کا تقاضا حضرت عیسیٰؑ کی قوم کے یہودی لوگوں نے مسیح کو صلیب پر دینے کیلئے کیا تھا، کہ چور اور ڈاکو کو چھوڑ دو لیکن مسیح کو ضرور پھانسی دو مگر حاکم وقت نے

اپنے ہاتھ سے مسیح کو صلیب دینے کی بجائے یہ کہکر اسکو اپنی قوم کے سپرد کردیا کہ یہ تمھارا آدمی ہے۔ تم اسکے ساتھ جو سلوک چاہو کرو، ٹھیک اسی طرح مندرجہ بالا واقعات کی موجودگی میں جو کچھ بھی ہوا دیوان سچانند کے ہی زور دینے پر اور اس پر زور مطالبہ کی موجودگی میں نواب سرہند نے یہ کہدیا ہو کہ اگر یہی بات ہے کہ تمہارے نزدیک ان کا باپ بھی زہریلا سانپ یا بھیڑیا ہے اور یہ بھی زہریلے سانپ کے بچے ہیں تو یہ تمھاری اپنی ہندو قوم کے ممبر ہیں میں ان پر ہاتھ اٹھانے کیلئے تیار نہیں ہوں بلکہ تمھاری قوم کے بچے تمہارے ہی سپرد کرتا ہوں تم انکے ساتھ جو سلوک چاہو کرو، تو کیا تعجب کی بات ہے اور یہ کونسی بڑی بات ہے کہ جس صورت میں پہاڑی ہندو راجگان گورو صاحب کے خون کے اسقدر پیاسے تھے، کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کیلئے ہر ممکن سے ممکن ذریعہ، بہانہ اور حیلہ کو کام میں لانا ضروری اور لازمی سمجھتے تھے جس صورت میں کہ ایسے ہندوؤں کے انتقام کی یہ حالت ہو کہ گورو مہاراج کا پرانا خدمتگار تک بھی اُن کے بچوں کے خون تک کا پیاسا ہو رہا ہو خود دیوان سچانند ہندو کھتری بھی ان کے خون کا اس قدر پیاسا ہوا کہ وہ ان کو سانپ اور بھیڑیے کے بچے بناکر حاکم وقت کو ان کے قتل پر زور دے رہا ہو۔ اس صورت میں یہ کہنا بالکل درست ہوگا، کہ گورو مہاراج کے لخت جگروں کے خون کا ذمہ دار سرہند کا مسلمان صوبیدار نہیں تھا بلکہ بیہودا اسقریوطی کی طرح گنگا رام برہمن اور دیوان سچانند کھتری ہی ان معصوم بچوں کے خون کے ذمہ دار ہیں، واقعات کی اس لڑی کی موجودگی میں سرہند کا مسلمان صوبیدار گورو گوبند سنگھ کے بچوں کے خون سے بالکل بری الذمہ ثابت ہوجاتا ہے یہ ایک ایسا دردناک اور جگرسوز واقعہ تھا کہ جسکو سنتے ہی بچوں کی بوڑھی دادی کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، مگر ہزار آفرین ہے گورو صاحب کی ہمت پر کہ جب انھیں اس واقعہ کی خبر ملی کہ اسطرح دو چھوٹے ننھے ننھے بچوں کو دار پر کھینچا گیا، اور بوڑھی ماتا یہ ستم بپا اور خون چکاں خبر سُنکر ہی راہی عالم بقا ہوئی، تو گورو صاحب نے بجائے افسوس ظاہر کرنے کے نہایت تحمل اور بُردباری کے ساتھ اپنے والد بزرگوار کے ان پاکیزہ اور قابل قدر اقوال کو دہرایا سہ

چنتا تاں کی کیجیے جو ان ہونی ہو ایہہ مارگ سنسار کو نانک تھر نہیں کو
جو او پجے سو بنس ہے پرد آج کی کال نانک ہر گن گائیلے چھاڑ سگل جنجال

(ترجمہ) دُنیا کی ہر ایک چیز فانی ہے جو پیدا ہوا وہ ضرور فنا ہوگا، بقا اور دوام صرف اس حی وقیوم کے لئے ہی ہے، اسلئے فکر اور غم اس چیز کا کرنا چاہئے جو اَنہونی اور اچنبہ چیز ہو اس دُنیا میں سوائے خدا کے اور کسی کو قیام نہیں ہے جو پیدا ہوا وہ ضرور فنا ہوگا، آج نہیں کل، کل نہیں پرسوں، اے نانک! ان فانی چیزوں جن کی حقیقت جنجال سے زیادہ نہیں، کو ترک کر کے اس ہستی باری تعالیٰ کے گیت گاؤ جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جو نہ کبھی پیدا ہوتا ہے اور نہ مرتا ہے۔

پیارو! جب یہ خبر حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کو پہونچی ہے کہ اس طرح دو معصوم بچے مارے گئے تو باوجود یہ سمجھتے ہوئے کہ اس گناہ اور ظلم کا بار گنگو رام برہمن اور سچانند دیوان کی گردن پر ہے مگر پھر بھی حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم سرہند کو ہمیشہ کیلئے معطل کر دیا حالانکہ پہلے زمانہ میں نواب یا حاکم نسلاً بعد نسل چلے آیا کرتے تھے کیا یہ حاکم سرہند کو تھوڑی سزا ملی کہ اس کے خاندان ہی کو نوابی اور حکومت سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا، یا بقول کسی ہندی دان کے "کُل گھاؤ" یعنی خاندان ہی کو تباہ کر دیا اس سے زیادہ اور کیا سزا ہو سکتی ہے بے شک گورو مہاراج کے دو معصوم بچوں کا قتل دُنیا کی تاریخ میں ایک چمکتا ہوا سُرخ ورق ہے اور خون چکاں کی ایک مہیب تصویر سفاکی اور خونخواری کا ایک بھیانک نظارہ ہے جسے دُنیا کی سخت سے سخت سیاست بھی روا نہیں رکھیگی مگر پیارو قابل غور یہ سوال ہے کہ یہ فعل نہ تو سلطنت کے حکم سے ہوا اور نہ شرع نے یہ فتوےٰ دیا، اصلیت جو کچھ ہے وہ ظاہر ہے، پنڈت گنگو رام اور دیوان سچانند کے اصرار سے یہ ہوشربا واقعہ ظہور میں آیا، مگر پھر بھی حضرت اورنگ زیب رح نے یہ خبر پاتے ہی نواب سرہند کو ہمیشہ کیلئے معطل کر کے اسکی "کل ناش" یا خاندان ہی کو تباہ کر دیا اب اس سے بڑھ کر اور کیا سزا ہو سکتی تھی، چنانچہ اس کے بعد جن دنوں نواب مالیر کوٹلہ اور سکھ ریاستوں میں بگاڑ ہوا، اور ریاست بائے پھلکیاں نے مالیر کوٹلہ پر چڑھائی کی، تو مہارانی صاحبہ

پٹیالہ نے صرف اس بناء پر نواب مالیر کوٹلہ کو مدد دی کہ ایک دن نواب مالیر کوٹلہ نے گورو گوبند سنگھ کے بیگناہ بچوں کی سفارش کی تھی سکھوں کو وہ احسان نہ بھلانا چاہئے اس سے بھی اندازہ لگالو کہ سمجھدار اور ذی علم سکھ دوست اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ آڑے وقت میں گورو صاحب کی کس نے مدد کی، ہماری دل وجان سے یہ خواہش ہے کہ ایام سابق میں جسطرح مسلمان اور سکھ بھائی باہمی محبت اور پیار سے رہتے تھے، سکھوں کے گورو صاحبان اور مسلمانوں کے باہمی گہرے تعلقات تھے بھلا پریم اور محبت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ شری گورو ارجن دیوجی مہاراج نے جب امرت سر کے ایک مندر کا بنیادی پتھر رکھوانا چاہا تو آپ نے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس اور مطہر ہاتھوں کو اس بات کیلئے منتخب کیا، حالانکہ اس وقت بڑے بڑے پنڈت بھی ہوں گے، مگر گورو صاحب نے اگر برکت دیکھی اور رحمت پائی تو صرف حضرت میاں میرؒ کے ہی مطہر ہاتھوں میں، ہماری شب وروز یہ دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی وہی محبت اور پریم کی لہر جاری کر دے اور آجکل کے سکھ اور مسلمان بھی اپنے بزرگان اسلاف کے نقش قدم پر چل کر ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے ہوئے اُن کی پاک اور مقدس ارواح کی آشیرباد اور نیک دعائیں اپنے حق میں لیں۔

گورو مہاراج چمکور ہو چکر چالیس سکھوں کے ساتھ ایک عالی شان مکان میں محصور ہو گئے باہر سب ہندو راجگان شاہی فوج کی اعانت سے محاصرہ کئے ہوئے تھے، شام کے وقت گورو صاحب آنکھ بچا کر اپنی جگہ ایسے عقیدت کیش کو جسکی شکل گورو صاحب سے ملتی جلتی تھی، کھڑا کر کے قلعہ سے باہر نکل آئے مکان سے نکلتے پر دو مسلمانوں نے آپکو دیکھ لیا اور تعاقب کیا مگر نزدیک جاکر دیکھا تو پہچان لیا اور ادب سے پیش آئے کسی قسم کا تعرض نہ کیا حالانکہ اگر وہ چاہتے تو نہایت آسانی سے گورو صاحب کو روک سکتے تھے مگر نہیں نہیں اُنھوں نے اشارۃً اور کنایۃً گورو صاحب کی شان میں کوئی گستاخی کا کلمہ تک بھی نکالنا پسند نہ کیا، اور بڑے ادب سے پیش آئے۔

گورو صاحب کئی راتوں سے تھکے ماندے تھے کھایا بھی کچھ نہ تھا، فاصلہ پر جنگل بن جاکر

ایک کھیت میں دو چار ڈھیلے سرہانے رکھ کر لیٹ گئے کئی راتوں سے نہ سونے کی وجہ سے گورو صاحب کو لیٹتے ہی نیند آگئی جب آنکھ کھلی تو رات کا پچھلا وقت تھا، گورو مہاراج اُٹھکر تن تنہا وہاں سے روانہ ہوئے اور صبح ماچھیواڑہ پہونچ کر باغ میں لیٹ گئے باغ کے مالک نبی خاں اور غنی خاں دو بھائی بھی وہیں تھے، جب انھوں نے قریب جاکر دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ گورو صاحب ہیں اور بے سروسامانی کی حالت میں شاہی فوج سے شکست کھا کر بھاگے ہیں تو وہ دونوں بھائی کمال عزت واحترام سے پیش آئے، بڑی محبت کے ساتھ انھیں اپنے ہاں لیگئے پہلے گورو صاحب کا وہاں پہنچکر ایک ہندو مسمی گلاب چند مسند جو سکھوں کی کتابوں میں گلابا مسند کے نام سے مشہور ہے اور جو گورو صاحب کا پروردہ تھا، کے ہاں ٹھہرنے کا ارادہ ہوا، مگر اس نے صاف جواب دیدیا کہ آپ باغی ہیں میں ہرگز آپکو اپنے گھر میں نہیں ٹھہرا سکتا، مگر نبی خاں اور غنی خاں دونو بھائی کمال ادب سے گورو مہاراج کو اپنے گھر لے گئے، اگلے گورو صاحب کے تین عقیدت کیش سکھ بھی آملے، یہ معلوم ہونے پر کہ شاہی فوج تعاقب کئے آرہی ہے گورو صاحب نے غنی خاں کے ذریعہ بعض تاریخوں کی رو سے اپنے فارسی کے اُستاد اور بعض روایات سے ہم مکتب قاضی پیر محمد کو بلا بھیجا، قاضی صاحب گورو صاحب کا نام سنتے ہی دوڑے آئے اور نہایت محبت سے ملے اور باہمی مشورہ کیا گیا کہ شاہی فوج کے تعاقب سے گورو صاحب کو بچانے کیلئے کیا ترکیب کی جاوے آخر نبی خاں غنی خاں اور قاضی صاحب کے مشورہ سے یہ بات طے پائی کہ گورو صاحب کو نیلے کپڑے پہنائے جائیں اور اُنھیں اوچ شریف کا پیر ظاہر کیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور شاہی فوج بھی ماچھیواڑہ پہونچگئی، اور نبی خاں اور غنی خاں کو بلا بھیجا اور کہا گیا کہ تمھارے ہاں گوبند سنگھ چھپا ہوا ہے اسکو ہمارے حوالہ کردو انھوں نے کمال عقیدت سے یہ کہا کہ وہ تو اوچ شریف کے پیر ہیں۔ اور ہمارے ہاں فروکش ہیں، دلیر خاں افسر فوج نے کہا کہ بہتر آپ پیر صاحب کو لائیں ہم بھی ان کی زیارت کریں گے، چنانچہ گورو صاحب کو پالکی میں بٹھاکر نبی خاں اور غنی خاں دونو بھائیوں نے پالکی کو اپنے کندھوں پر اُٹھایا اور اُنھیں خاص عزت واحترام سے افسر فوج کے پاس لے گئے اور افسر فوج نے گو پہچان تو لیا کہ یہ گوبند سنگھ ہے مگر جب سردار

فوج نے یہ دیکھا کہ نبی خاں، غنی خاں اور قاضی پیر محمدؐ وغیرہ چند مسلمان شرفاء گورو صاحب کی حمایت پر ہیں تو انھوں نے زیادہ زور دینا پسند نہ کیا حالانکہ یہ صاف ظاہر ہے لباس بدلنے سے کبھی انسانی صورت میں فرق نہیں آجاتا کہ اس کا پہچاننا مشکل ہوجائے افسر فوج خوب سمجھتا تھا، کہ یہ گورو گوبند سنگھ ہیں مگر چند شریف مسلمانوں کو آپکی تائید میں پاکر افسر فوج نے زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا، صرف یہی کہا کہ ہم آپکے پیر صاحب کی دعوت کرتے ہیں چنانچہ دعوت کی گئی، گورو صاحب نبی خاں غنی خاں اور قاضی پیر محمدؐ صاحب نے ملکر افسر فوج کے ساتھ دعوت کو تناول فرمایا، اور شاہی فوج واپس چلی گئی، اب ذرا خدا کے لئے گنگو برہمن اور دیوان سچانند کے سلوک کا غنی خاں اور نبی خاں پٹھان اور قاضی پیر محمدؐ صاحب کے سلوک سے مقابلہ کرو، کہ ہر دو کے سلوک میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک فریق گورو صاحب کے صاحبزادوں کو قتل کئے جانے پر زور دیتا ہے دوسرا فریق نہ صرف یہ کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ شاہی فوج گورو صاحب کا تعاقب کر رہی ہے پناہ دیتا ہے بلکہ ان کو دشمن کے پنجہ سے رہائی دلانے کیلئے اپنا پیر ظاہر کرتا ہے۔ اور ان کی پالکی کو اپنے کندھوں پر اٹھانا اپنے لئے باعث فخر خیال کرتا ہے، ایسے آڑے وقت میں جبکہ اپنوں نے بھی گورو صاحب کا ساتھ چھوڑ دیا ہو، ایسے نازک وقت میں جبکہ گورو صاحب قطعی بے سرو سامانی کی حالت میں ہیں، ایسے وقت میں اگر کوئی پناہ دیتا ہے تو مسلمان، اور پھر پناہ و پناہ بھی معمولی رنگ میں نہیں، جب وہ دیکھتے ہیں کہ گورو صاحب ایسی حالت میں مخالف کے پنجے سے رہائی پا سکتے ہیں جب اونھیں اوچ شریف کا پیر ظاہر کیا جاوے اور حسن عقیدت کا جوا اپنے کندھوں پر رکھا جائے، اور ان کی پالکی کو اپنے کندھوں پر اٹھایا جائے، تو مسلمان نہایت خوشی سے محض گورو صاحب کے بچاؤ کیلئے ان امور کو بجا لاتے ہیں، کیا گنگو برہمن دیوان سچانند اور نبی خاں وغنی خاں اور قاضی پیر محمدؐ ان ہر دو فریقین کا گورو صاحب سے سلوک کا نمونہ دیکھکر کوئی یہ طرفتہ العین کیلئے بھی خیال کر سکتا ہے کہ مسلمان گورو صاحب کے دشمن تھے، نہیں نہیں، ہرگز ہرگز نہیں، یہ وہ امور ہیں جن پر ضد اور تعصب کو پرے پھینک کر خالی الذہن ہوکر غور کرنا چاہئے، ہماری دل و جان سے یہ دعا ہے کہ ایام سابق

یں جس طرح سکھ اور مسلمان باہمی بھائیوں کی طرح رہتے تھے آج ہم بھی اُن کی نیک نمونہ کو اپنا دستور العمل بنائیں۔

اس کے بعد گورو صاحب مالوہ کی طرف روانہ ہوئے، راستہ میں ایک ہندو جاٹ سے سواری کیلئے گھوڑی مانگی، مگر اس نے دینے سے انکار کر دیا، بعد ازاں جٹ پور پہونچکر ایک مسلمان کے ہاں آپ ٹھہرے اُس نے بہت خاطر مدارات کی، اور سواری کیلئے ایک گھوڑی دی، جب گورو صاحب موضع ہیڑیں پہونچے تو وہاں مہنت کرپا داس نے گورو صاحب کو ٹھہرانے سے انکار کر دیا، اور بڑی درشتی سے پیش آیا، اس پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں ہے، اس تکلیف میں گورو صاحب ایک ہندو سے گھوڑی مانگتے ہیں، وہ قطعی انکار کر دیتا ہے آخر موضع جٹ پور ایک مسلمان گورو صاحب کے ساتھ نہایت حسن عقیدت سے پیش آتا ہے اور نہایت اخلاص اور بشرہا سے گورو صاحب کی نذر اپنی گھوڑی کرتا ہے۔ اس سے ہی اندازہ لگالو کہ ایام سابق میں سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کیسے برادرانہ تھے، خدا کرے کہ ہم لوگ بزرگان اسلاف کے نمونوں پر چلتے ہوئے ان کی نیک دعائیں اپنے حق میں لیں اس سے آگے چلکر گورو صاحب کوٹ کپورہ پہونچے وہاں کا رئیس ہندو تھا، اور وہ اگرچہ بظاہر گورو صاحب کے ساتھ خاطر و مدارات سے پیش آیا مگر جب لڑائی کا موقعہ آیا تو وہ گورو مہاراج کے برخلاف ہو کر لڑنے لگا، اس مصیبت اور مشکل کے وقت پائندہ خاں کی اولاد میں سے ایک شخص نے نہایت محبت کے ساتھ اپنا گھوڑا گورو مہاراج کی نذر کیا جسے لیکر گورو صاحب بہت خوش ہوئے، اسی اثنار میں گورو صاحب نے از سر نو اپنی جماعت کو جمع کیا اور ایک خاصی جماعت آپ کے پاس جمع ہوگئی اور موضع دینا سے گورو صاحب نے بھائی دیا سنگھ کے ہاتھ ۱۰۸ اشعار کی نظم حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجی، جس میں سے چند اشعار درج ذیل ہیں ؎

منم کشتہ ام کوہیاں بت پرست — کہ آن بت پرستند و من بت شکن

ببیں قدرت نیک یزدان پاک — کہ از یک بدہ لک رساند ہلاک

کہ ہیمان شکن سبے دریغ آمدند — بہ شمشیر و تیر و تفنگ آمدند

چو کار از ہمہ حیلتے در گذشت | حلال است بردن بہ شمشیر دست
ہمہ آخر چہ مردی کند کارزار | کہ برچہل تن آمدش بے شمار
ترا مانند ایم یزداں شناس | برآمد ز تو کارہا بر خراش
اگر صد قرآں را بخوری قسم | مرا اعتبارے نہ ایں ذرہ دم
حضورت نیایم نہ این رہ شوم | اگر شاہ بخواند من آنجا روم
چرا شد کہ چوں بچگاں کشت چار | کہ باقی نماند چو پیچیدہ مار
خویشتن شاہ شاہان اورنگ زیب | چہ چالاک و دستور و چابک رکیب
کہ روشن ضمیر است حسن و جمال | خداوند بخشندۂ ملک و مال
شہنشاہ اورنگ زیب عالمیں | کہ دارائے دور است دارا زمین
شریعت پرست و فضیلت جناب | حقیقت شناس و مطیع کتاب
چو تشریف در قصبہ کانگر کند | درآنجا ملاقات باہم شود
نہ ذرہ دریں رہ خطرہ تراست | ہمہ قوم ہیڑ از حکم تراست
بیاں شہ خود را زبانی کنم | بروئے شما مہربانی کنم
یکے اسپ شائستہ یکصد ہزار | بیا تا بگیری زمن ایں دیار
شہنشاہ را بندۂ چاکریم | اگر حکم آید بجا حاضر شویم
فرستد گر شاہ فرماں بمن | حضورش بیایم ہمہ جان و تن

یہ نظم صاف اور واضح ہے اس میں کوئی پیچ اور گرہ نہیں، گورو صاحب کہتے ہیں کہ میں کانگڑہ کے پہاڑی راجاؤں کے ساتھ جو مشرک تھے لڑ رہا تھا، اور لا انتہا خداؤں کی بجائے ایک واحد اور حقیقی معبود کا نام روشن کرنے کے لئے مشرکوں کے ساتھ جنگ آزما تھا، اور محض اسلئے کہ میں خدائے تعالیٰ کا نام روشن کرنیکے لئے، شرک اور بدعت کا قلع قمع کرنیکے واسطے نبرد آزما تھا، مجھ پر خدا کا فضل اسقدر تھا کہ میرا ایک ایک دس دس لاکھ مشرکوں پر بھاری تھا، کہ اچانک صوبیدار سرہند مشرکوں کی مدد اور اعانت کیلئے آملا، اس نے اپنے اس ناروا فعل سے اس عہد کو بُری طرح توڑا جو خدا کی کتاب میں کہ

نے یہ پڑھا تھا کہ شرک کی بجائے توحید کی اشاعت کرو اصولاً چاہیئے تھا کہ وہ میری مدد کرتا کیونکہ میں توحید کا نعرہ بلند کرنے کیلئے مشرکوں سے لڑ رہا تھا، مگر اُس نے سب عہد و پیمان کو بہت بُری طرح درہم برہم کیا اور مشرکوں سے ملکر شرک کی مدد اور توحید سے مخالفت کی، دریں حال اگر وہ سیکڑوں قسمیں بھی قرآن مجید کی کھاتا تو میں اس پر رتی بھر بھی اعتبار نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ وہ آدمی جو صریح اور بدیہی قرآن مجید کی مخالفت کر رہا ہو اس کی حلف کیا وقعت رکھ سکتی ہے، اس کے آگے چلکر وہ کون سی خوبیاں اور محاسن اور نیکیاں ہیں جو شری گورو مہاراج نے حضرت اورنگ زیبؒ میں تسلیم نہیں کیں، روشنضمیر اور فضیلت کا مالک تک آپ کو کہا، وہ لوگ جو حضرت اورنگ زیبؒ کے متعلق بُرے سے بُرے الزامات لگانا دوجہان کی نیکیاں سمجھتے ہیں، خدا کیلئے انھیں شری گورو گوبند سنگھ صاحب جو سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنے والے تھے، جو بہادر نڈر اور شیر دل تھے جو ایک جماعت کے واجب الاحترام مقتدار اور امام تھے، جو اظہار حق کیلئے اپنی جان تک کو خاطر میں نہ لاتے تھے دیکھو اور غور کرو کہ وہ حضرت اورنگ زیبؒ کے متعلق کیا کہتے ہیں، وہ کونسی خوبیاں اور محاسن ہیں جو وہ حضرت اورنگ زیبؒ میں تسلیم نہیں کرتے، اور کس انشراح صدر سے حضرت اورنگ زیب کے حق میں رطب اللسان ہیں، اور برضا و رغبت تام اسے اپنا شہنشاہ تسلیم کرتے ہیں اور طلبی پر بخوشی آنیکی آمادگی ظاہر کرتے ہیں اور کفر گڈھ پر تسلط پانیکی ھدایت کرتے ہیں کیا کوئی شخص کسی میں اس قدر خوبیاں تسلیم کرکے اور اُسے برضا و رغبت تام شہنشاہ تسلیم کرتا ہوا اس کے ساتھ عداوت اور دشمنی کا اظہار کر سکتا ہے نہیں نہیں ہرگز ہرگز نہیں اس کے بعد گورو صاحب تلونڈی پہونچے اس جگہ زنانہ ساتھ جو انندپور سے جدا ہوا تھا، آملا، اورنگ زیبؒ کی طرف سے بھی وہیں جواب پہونچا۔ حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ اگر موقعہ ملا تو میں ضرور نیاز حاصل کرونگا، اگر آپ خود تکلیف فرما کر تشریف لائیں تو بہت بہتر ہے اور حاکمان پنجاب کے نام احکام بھی جاری کر دیے کہ آیندہ آپ سے کوئی مقابلہ آرا نہ ہو چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا، اور جب گورو صاحب کو ہر طرح سے اطمینان ہوا تو آپ نے گرنتھ صاحب کی

تکمیل کی، اس سے فارغ ہوکر آپ بطرف دکن سیاحت کیلئے روانہ ہو گئے کہ وہاں جاکر اورنگ زیب سے ملیں جب آپ بھگور پہنچے تو معلوم ہوا کہ اورنگ زیب سفر آخرت اختیار کرگئے اورنگ زیب کی وفات پر اس کے لڑکوں میں جھگڑا ہوا، تو بہادر شاہ نے گورو صاحب سے مدد مانگی، گورو صاحب نے بغیر کسی دریغ کے بہادر شاہ کو مدد دی، بہادر شاہ کامیاب ہوکر گورو صاحب کو دارالسلطنت میں اپنے ساتھ لیگیا، وہاں سے فارغ ہوکر بہادر شاہ نے دکن کی سیاحت کا قصد کیا، اور گورو صاحب کو بھی اپنے ساتھ لیا، بادشاہ نے دربار کیا اور بر سر دربار جبکہ راجے اور نواب جمع تھے، بادشاہ نے گورو صاحب کی بہادری کی تعریف کی، اور جب بادشاہ احمد نگر کو روانہ ہوا، تو گورو صاحب برہان پور ٹھہر گئے، اور بہادر شاہ چند روز میں ہی احمد نگر کو جاتا ہوا گولکنڈہ میں گورو صاحب سے ملا۔ اور ایک نہایت ہی بیش قیمت ہیرا گورو صاحب کی نذر کیا، اور آپکو علاقہ ناندیر (دکن) کا حاکم مقرر کیا، جہاں گورو صاحب نے نہایت امن اور سکھ سے اپنی زندگی کے دن گذارنے لگے، وطنی دوستوں کی طرف سے بیان کیا جاتا ہے کہ ایکدفعہ گورو صاحب دریا ئے گوداوری کے کنارے پر بیٹھے خدا کی یاد میں مگن تھے کہ ایک پٹھان نے آپ کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا، مگر واقعات اس کی تصدیق نہیں کرتے شروع سے لیکر آخر تک مسلمانوں نے گورو صاحب کا ساتھ دیا، گورو صاحب کی پالکی کو اپنے کندھے پر اُٹھانے کو سعادت دارین سمجھا گورو صاحب کے حسن عقیدت کے جوئے کو اپنی گردن پر رکھنا اپنی خوش قسمتی خیال کیا، ہر ایک آڑے سے آڑے وقت میں مسلمان گورو صاحب کے کام آئے، تو پھر یہ کیسے اور کس طرح ہو سکتا تھا، کہ اس آخری وقت میں کسی مسلمان سے گورو صاحب کو گزند پہونچا ہو، یہ امر وہم وگمان سے باہر ہے ہاں آخری ایام میں گورو صاحب کو گزند پہونچانے والا ضرور کوئی چندو لال یا دیوان سچانند اور گنگو رام برہمن کا ہی ہم خصلت ہوگا ورنہ پٹھان جنہوں نے گورو صاحب کی جان بچانے کیلئے پالکی کو اپنے کندھوں پر اٹھایا، اور گورو صاحب کو دشمن کے گزند سے بچانے کیلئے اپنا پیر بنایا وہ پٹھان جن کے قلوب میں گورو صاحب کیلئے اسقدر محبت اور اخلاص کا مادہ ہو بھلا پھر کیسے اور کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کے دل میں کبھی

بھولے سے بھی گورو صاحب کی بدخواہی کا خیال پیدا ہو سکتا ہو۔

خُلاصہ مسلمان بادشاہوں اور مسلمان امراء نے ہر طرح کی رعایت اور ہر طرح کی تعظیم و تکریم گورو صاحبان کی مدنظر رکھی، مگر یہ چندو لال اور سچا نند کے ہی قماش کے لوگ تھے۔ کہ ان کے برخلاف خود بھی جوش سے اندھے ہو رہے تھے، اور دوسروں کی آنکھوں میں بھی ان کے برخلاف مٹی ڈالنا چاہتے تھے، مسلمان بادشاہوں نے اپنے جاگیرداروں سے گوروؤں کو تحفے و نذرانے دلائے، گورو صاحبان بیمار ہوں تو بہ نفس نفیس ان کی عیادت کے لئے تشریف لے جائیں، گورو صاحبان کا دشمن اگر کوئی پیدا ہو تو مسلمان بادشاہ خود ان کا سر کچلنے کیلئے آگے بڑھیں، گورو صاحبان پر اگر الزام لگائے جائیں تو مسلمان بادشاہ بجائے اُنھیں متہم و ملزم گرداننے کے انہیں موقر و معزز بنائیں، چندو لال، چندو لال کا بیٹا کرم چند، گرو صاحب کا چچیرا بھائی مہربان و پیر میل، بھگوانا، رام رائے، گوبند مہنت، کرپا داس، دیوان سچا نند، گنگو برہمن، دربار امرتسر کے جملہ پوجاری، راجہ بھیم چندر، راجہ کرپال چندر، راجہ کیسری چندر، راجہ سکھدیو، راجہ ہری چندر، راجہ پربتی چندر، راجہ فتح چندر وغیرہ وغیرہ کون تھے اور ان کا سکھ گوروؤں سے کیا تعلق تھا، جاؤ سکھوں کے ہاں کی کتابیں پڑھو آپ ہی پتہ چل جائیگا کہ یہ دشمن تھے یا دوست، یہ بھیڑ کے لباس میں بھیڑیے تھے جو گورو صاحبان کی جان کے لاگو تھے، لیکن ان کے بالمقابل جہانگیر بادشاہ ہے، عالمگیر بادشاہ ہے، اکبر بادشاہ ہے، شاہ جہان بادشاہ ہے، وزیر خاں نائب وزیر ہے حسن خاں حاکم لاہور ہے، غنچہ بیگ دوہزاری ہے حسن علی شاہ عربی ہے، سیف علی خان ہے، سید بڈھن شاہ ساڈھوروی ہے، سید بڈھن شاہ ساڈھوروی کا لڑکا ہے (جو راجوں کی لڑائی میں گورو صاحب کی حمایت میں مارا گیا) نبی خاں اور اس کا بھائی غنی خاں ہے، قاضی پیر محمد ہے، حضرت میاں میر صاحب ہیں، حضرت جلال الدین صاحب سجادہ نشین، حضرت نظام الدین اولیا ہیں، شیخ جان محمد صاحب لاہوری ہیں، شاہ محمد اسماعیل صاحب ہیں، نواب مالیر کوٹلہ ہے نواب مونڈھ ہے، نواب روپڑ ہے، شہزادہ دارا شکوہ ہے بہادر شاہ اور امراء و رؤسا و فقراء و صوفیا ہیں

جو گورو صاحبان کے دوست ہیں، اور گورو صاحبان کے پسینہ کی جگہ اپنا لہو بہانے والے ہیں، جو گورو صاحبان کی مدد کرنے والے ہیں، جو گورو صاحبان کے اعزاز کو الزام کو بٹا لگانا تو کجا دو بالا کرنے والے ہیں، پھر ان سب امور کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان سکھوں کے دشمن تھے اور انھوں نے گوروؤں کے بچوں کو قتل کرا دیا،

پس اے میرے دوستو! مسلمان تو گورو صاحبان کے خیر خواہ اور خیر اندیش تھے۔ پس ان واقعات کو سکھ صاحبان کے سامنے پیش کرنا چاہئے کہ ہم تو آپ کے خیر خواہ ہیں نہ آج سے بلکہ ہمیشہ سے، پس اگر ان باتوں کو ان کے سامنے کہا جائے تو ناممکن ہے کہ سکھ ہمارے قریب نہ ہو جائیں، یہ واقعات اس قابل ہیں کہ سکھ دوستوں کے درمیان ان کی جتنی بھی اشاعت کی جائے کم ہے بعض فتنہ پرداز لوگوں نے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان آزردگی اور کشیدگی پھیلانے کیلئے جو پراپیگنڈا اختیار کر رکھا ہے، واقف کار احباب اس سے بہت حد تک آگاہ ہیں اس زہر کا بہترین تریاق سکھوں کو اصل حالات سے آگاہ کرنا ہے اور اگر آپ اس مضمون سے زیادہ واقف ہونا چاہتے ہیں تو آپ میری تصنیف "**باوا نانک کا مذہب**" ضرور ملاحظہ فرماویں۔

میری یہ دل وجان سے دعا ہے کہ خدا ہمارے دلوں میں بھی وہی محبت اور پریم کی لہر جاری کر دے اور آج کل کے سکھ اور مسلمان بھی اپنے بزرگان اسلاف کے نقش قدم پر چلکر ایکدوسرے سے بغلگیر ہوتے ہوئے اپنے بزرگوں کی پاک اور مقدس ارواح کی اشیرباد یں اور نیک دعائیں اپنے حق میں لیں۔

جو کچھ گذرا بحیثیت مجموعی نہ تو اس کیلئے مسلمان مطعون ہو سکتے ہیں اور نہ ہندو، بلکہ ہمارے سکھ دوستوں کو ماضی کے واقعات ماضی میں ہی دفنا دینے چاہئیں اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو پھر انھیں کم از کم واقعات سے تجاوز نہ کرنا چاہئے،

اذان اور سکھ

جب میں کبھی یہ سنتا ہوں کہ فلاں جگہہ سکھوں نے اپنے گاؤں میں اذان کا دینا بند کرا دیا تو یہ سنکر مجھے افسوس ہوتا ہے کیونکہ سکھوں ایسی مواحد قوم سے یہ کبھی خواب میں بھی توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ اذان

جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلاوا ہے اس کی مخالفت کریں، اور اس پر صرف مجھے ہی
نہیں ہے بلکہ ہر ایک پڑھے لکھے سکھ کو حیرت ہوگی، چنانچہ سردار جیون سنگھ صاحب نائب
تحصیلدار سبی نہایت حیرت سے یہ لکھتے ہیں۔

"سکھوں کا نعرہ ہے **جو بولے سو نہال ست سری اکال** اور مسلمانوں کا نعرہ
ہے **نعرۂ تکبیر** - اللہ اکبر، اب ان کی دیکھا دیکھی اسی وزن پر ہندو بھی ایک مشترکہ **قومی**
نعرہ گھڑ رہے ہیں جو بندے ماترم کی قریبی اشاعت میں یوں مرقوم تھا (جس کا اخیری
نصف حصہ مجھے بھول گیا ہے) **جو بولے سو امر** .... (آگے کچھ اسی قسم کا قافیہ تھا)

قطع نظر ہندوؤں کے نوزائیدہ نعرہ قومی کے اوپر کے دونو نعرے آجکل ہندو مسلمان
اور سکھ اپنے مذہبی و سیاسی جلسوں میں یک زبان ہو کر نہایت فخر سے گاتے ہوئے آسمان
کو گونجا دیتے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟ محض حب الوطنی اور یکجہتی اور نئے جوش کے جذبہ
کا اظہار ہے، اور مسلمان اور سکھوں کے اتفاق کا گونہ الازم ہے جس صورت میں آج کل سکھ
اللہ اکبر کا نعرہ مسلمانوں کے ساتھ ملکر بلند آواز سے لگاتے ہیں اور مسلمانوں سے **ست
سری اکال** کا نعرہ لگوا کر خوش ہوتے ہیں، تو میری حیرانی کی حد نہیں رہتی جس وقت میں
کسی اخبار میں سکھوں کی طرف سے **اذان** کی بندش کے متعلق شکایت دیکھتا ہوں چنانچہ

" راجہ جنگ" میں " اذان کی ممانعت" کے عنوان سے روزانہ پیسہ اخبار کے
۳۱ جنوری ۱۹۲۳ء کے پرچہ میں ایک شکایتی نوٹ میں نے پڑھا ہے جس میں مرقوم ہے
کہ مسلمان مالی حالت میں سکھوں سے کمزور ہیں، باوجودیکہ پانچ مساجد ہیں مگر
وہ اذان نہیں دے سکتے شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی سے بھی التماس کی گئی کہ
اس سکھاں شاہی کا خاتمہ کرے، مگر ہنوز روز اول ہے"............ وغیرہ وغیرہ

اب مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہی سکھ جب کسی جلسہ میں بیٹھے ہوں، تب تو وہ نہایت شوق
سے ہم آہنگی کے ساتھ اللہ اکبر بلا تامل کہتے ہیں، لیکن جب وہی لفظ اللہ اکبر (جو اذان
کا پہلا لفظ ہے) جس کے معنے اللہ سب سے بڑا ہے، کوئی مؤذن کسی مسجد سے بلند آواز
سے بولتا ہے جو خداوند کریم کی اپاسنا اور بھگتی کرنے کا ایک بلاوا ہے تو اس صورت میں

سکھ کیوں تلملا اٹھتے ہیں؟ لطف یہ ہے کہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے بھی جو ابرو کے اشارہ سے کسی گوردوارہ پر دھاوا بلا سکتی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں زخمی اور بیہوش کرا سکتی ہے اور ہزار ہا کو چپ چاپ جیل خانہ میں چلے جانے پر مجبور کر سکتی ہے کیوں اس معاملہ میں چپ سادھ لی ہے ایسے وقت میں جبکہ اتفاق کی اشد ضرورت ہے کمیٹی موصوف کیوں اس خفیف غلط فہمی کے رفع کرنے پر قادر نہیں ہو سکتی اندریں حالات بیساختہ یہ مصرعہ منہ سے نکل جاتا ہے ۔ گر ہمیں مکتب است وایں مُلّا * کار طفلاں تمام خواہد شد ،

کمیٹی موصوف کو مذہبی حوالے دیکر کچھ سمجھانا میرے لئے چھوٹا منہ اور بڑی بات والا مقولہ ہے تاہم میں جملہ وسیع القلب اور انصاف پسند سکھ بھائیوں کو مخاطب کرتا ہوا مؤدبانہ کہونگا کہ جس گورو گرنتھ صاحب کو ہم دسوں بادشاہیوں کا سروپ مانتے ہوئے صبح و شام سجدہ کرتے ہیں اور اس کا پاٹھ کرنا ہمارا مذہبی فرض ہے ، اگر اسی میں خدا ، اللہ ، قادر ، کریم ، رحیم ، رحمن ، خالق ، مولیٰ ، "قرآن پاک" وغیرہ اسلامی الفاظ نہایت شرح سے لکھے ہوئے ہوں تو کیا اس کے معنی یہ نہیں ہیں ، کہ ان الفاظ کا سُننا بولنا ، جاپ کرنا دھرم ہے نہ کہ اُن کی آواز سُنکر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لینا واجب ہے (یہ سب ہندوؤں کی دیکھا دیکھی ہے جیسا کہ میں پہلے کسی مضمون میں بتلا چکا ہوں کہ سکھوں کو ہندوؤں کے میل جول سے سخت نقصان پہنچا ہے خیر یہ جملہ معترضہ ہے)

معزز بھائی صاحبان! میں اپنے اس بیان کی تائید میں سری گورو گرنتھ صاحب جی سے ذیل کے حوالے آپ کے پیش کرتا ہوں ، کرپا کر کے ساتھ ساتھ نوٹ کرتے جاویں اور جا کر سری گورو گرنتھ صاحب سے مقابلہ کر لیویں ، میں صرف یہی الفاظ عربی کے بتلاؤں گا ، سارے شبدوں کے معنی اور تشریح کرنی میرا آج کا موضوع نہیں ہے - صرف اپنے ایمان دھرم گورو گرنتھ صاحب کے آئینہ سے الفاظ مرقومہ الفوق کا دکھلانا مجھ مقصود ہے - سنئے (۱) صفحہ ۵۷ ، سطر ۸ آساوی وار سے

سو کرتا قادر کریم * دے جیا رزق سنبھائے .: یہ وہ بانی ہے جسکو علی الصباح (امرت ویلا) پڑھنے کا حکم ہے گویا ہر ایک سکھ کو قادر ، کریم کا روزانہ جاپ کرنے کا ارشاد ہے *

(۲) اور آگے چلیں صفحہ ۸۸۵ سطر ۸ رام کلی محلہ نمبر ۵ سے

کوئی بولے رام رام کوئی خدا　کوئی سیوے گسیا کوئی اللہ

کارن کرن کریم کرپا دھار رحیم

اب غور فرماویں ، خدا ، اللہ ، کریم ، رحیم ، چاروں الفاظ اسی شبد میں موجود ہیں ، اب چند اوراق آگے

(۳) اٹھئیں صفحہ ۸۹۶ و ۸۹۷ سطر آخری، رام کلی محلہ نمبر ۵ سے

کارن کرن کریم۔ سرب پرتپال رحیم اللہ الکھ اپار۔ خود خدا وڈے بے شمار
اُنو بھگونت گوسائیں خالق رو رہیا سرب ٹھائیں

اب اس شبد میں بھی کریم، رحیم، اللہ، خدا، خالق نوٹ کریں، اسی صفحہ پر اور دیکھیں سے

(۴) مہروان مولا تو ایک پیر پینکا نبر پیغمبر شیخ
دلا کا مالک کرے ہاک قرآن کتیب تے پاک

(مہربان)

اب ذرا مولا، قرآن، پیغمبر کے الفاظ کو خاص طور پر نوٹ کریں، اور قرآن کے ساتھ توصیفی لفظ پاک بنظر تعمق دیکھیں اور جانچیں اسی صفحہ پر تھوڑا آگے چلیں سے

(۵) کہو نانک گور کھوے بھرم ایکو اللہ پار برم

اس میں اللہ کا لفظ خاص توجہ کا محتاج ہے (۶) اس سے آگے صفحہ ۹۰۳ رام کلی محلہ پہلا (یعنی شری گورو نانک دیوجی کی بانی) ملاحظہ ہو۔

کل پروان کتیب قرآن پوتھی پنڈت رہے پران
نانک ناؤ بھیا رحمٰن کر کرتا تو ایکو جان

(مقبول) (نام)

اب اس شبد میں قطع نظر معنے و مطلب کے صرف لفظ قرآن اور رحمٰن کو بھی نوٹ کرلیں۔

(۷) اب تھوڑے ورق اور اُلٹیئے اور صفحہ ۹۶۴ سطر ۱۴ ملاحظہ کریں محلہ نمبر ۵ پوڑی سے

صحیح تیرا فرمان کتے نہ پھیریئے کارن کرن کریم قدرت تیریئے

اس پوڑی میں کریم کے لفظ پر توجہ دیں اور بس۔

سردست انہی حوالہ جات پر اکتفا کر کے مختصر طور پر میں نے بتلادیا ہے کہ یہ الفاظ جن کو ہمارے سچے بادشاہوں (گوروؤں) نے زبان مبارک سے فرمایا ہے جن کا جاپ کرنا ہمارے لئے فرض اولی ہے سری گورو گرنتھ صاحب میں کتنی دفعہ آئے ہیں۔ کیا کوئی سکھ دربار صاحب کا پاٹھ کرتے وقت ان الفاظ کو عربی الفاظ سمجھ کر نظر انداز کر جاتا ہے؟ اس کا جواب سوائے دائیں بائیں سر ہلا دینے کے اور کچھ نہیں ہے یعنی ہرگز نہیں ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، سری دربار صاحب میں جو کچھ درج ہے تا قیامت وہی رہے گا، کوئی شخص کم و بیش کر کے پڑھنے یا ترمیم تنسیخ کا مستحق نہیں ہے، تو گویا تا بہ ابدان الفاظ کا

ہم غلط فہمی سے جو کشیدگی ہو گئی ہے بڑی حد تک اس کو رفع کرنے کی کوشش ہونی چاہئے اور بس۔

اذان کا گورمکھی ترجمہ

وہ سکھ جو بعض خود غرض لوگوں کی اکساہٹ میں آکر اذان کی مخالفت کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اذان کے ترجمہ سے ضرور آگاہ ہونا چاہئے تاکہ یہہ لوگ معلوم کر سکیں کہ وہ کس بات کی مخالفت کر رہے ہیں

اذان کا گورمکھی ترجمہ

"ਅੱਲਾ ਹੋ ਅਕਬਰ"

ਕਰਤਾਰ ਸਭ ਥੋਂ ਵਡਾ ਹੈ ਮੈਂ ਗਵਾਹੀ ਦੇਨਾ ਹਾਂ ਕਿ ਕਰਤਾਰ ਥੀਂ ਬਿਨਾਂ ਹੋਰ ਕੋਈ ਪੂਜਨੇ ਜੋਗ ਨਹੀਂ। ਮੈਂ ਗਵਾਹੀ ਦੇਨਾ ਹਾਂ ਕਿ ਸ੍ਰੀ ਜ-ਗਤ ਗੁਰੂ ਮੁਹੰਮਦ ਜੀ ਮਹਾਰਾਜ ਕਰਤਾਰ ਦੇ ਭੇਜੇ ਹੋਏ ਹਨ। ਕਰਤਾਰ ਦੀ ਭਗਤੀ ਵਾਸਤੇ ਆਓ। ਆਓ ਸਫਲਤਾ ਹਾਸਿਲ ਕਰੋ। ਕਰਤਾਰ ਸਭ ਥੀਂ ਵਡਾ ਹੈ! ਉਸ ਕਰਤਾਰ ਥੀਂ ਬਿਨਾਂ ਹੋਰ ਕੋਈ ਪੂਜਨੇ ਜੋਗ ਨਹੀਂ"

ਪ੍ਰਾਤਾਕਾਲ ਦੀ ਬਾਂਗ ਵੇਲੇ "ਆਓ ਸਫਲਤਾ ਹਾਸਿਲ ਕਰੋ" ਥੀਂ ਬਾਦ ਜੋ ਸ਼ੁਭ ਸ਼ਬਦ ਉਚਾਰਨ ਕੀਤੇ ਜਾਂਦੇ ਹਨ ਉਹਨਾਂ ਦੇ ਅਰਥ ਇਹ ਹਨ, ਈਸ਼ਰ ਭਗਤੀ ਨੀਂਦ ਨਾਲੋਂ ਚੰਗੀ ਹੈ।।

اذان کا گورمکھی ترجمہ بحروف اردو

الله اکبر

کرتار سب تھوں وڈا ہے، میں گواہی دینا ہاں کہ پرماتما تھیں بنا ہر کوئی پوجنے یوگ نہیں،

میں گواہی دینا ہاں کہ شری جگت گورو محمدؐ جی مہاراج ست کرتار دے بھیجے ہوئے ہن بھگوان دی بھگتی واسطے آؤ آؤ سپھلتا حاصل کرو۔ کرتار سب تھیں وڈا ہے اس واہگرو تھیں بنا ہور کوئی پوجنے یوگ نہیں

پراتا کال (صبح) دی بانگ دے ویلے "آؤ سپھلتا حاصل کرو" تھیں بعد جو شبد شبد اچارن کیتے جاندے ہن ادہناں دے ارتھ ایہہ ہن، ایشور دی بھگتی نیند نالوں چنگی اے۔

تبلیغ کیلئے بے نظیر کتابیں

آریہ مذہب کی حقیقت

آریوں میں تبلیغ کیلئے بےنظیر کتاب جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے (۱) آریہ مذہب میں مکتی کا دروازہ بند (۲) آریہ مذہب کی تنگدلی (۳) مختلف مذاہب کے ہادیوں کے متعلق آریوں کی خطرناک بدزبانی، (۴) آریوں کا مسئلہ نیوگ اور انسانی غیرت (۵) مسئلہ نیوگ اور قانون (۶) ویدوں میں جدال و قتال کی خطرناک تعلیم، (۷) کیا آرین وید الہامی ہیں (۸) آریہ سماج کے ممبروں کی حالت (۹) ویدوں کی اندرونی سیر (۱۰) ویدک ایشور کے کارنامے (۱۱) تناسخ کا بودا پن (۱۲) پنڈت دیانند کا سنیاس عملی کسوٹی پر (۱۳) آرین کتب میں شدھی کا دروازہ بند (۱۴) کیا آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے، اس کتاب میں آریوں کی کل کتابوں کا عرق نکال کر رکھدیا ہے قیمت صرف ایکروپیہ (عہ)

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے، حالانکہ یہ لوگ آریوں کی نسبت اسلام سے قریب ہیں اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے، اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت، (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں، (۹) ایشور نصف انسان اور نصف حیوان کے روپ میں، (۱۰) تریتیا جگ کے اوتار (۱۱) ایشور باونے کے روپ میں (۱۲) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۳) رام اوتار (۱۴) دواپر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار

(۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو لیڈروں کی شہادت وغیرہ گویا ہندوؤں کی کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں، اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی، یہ ان کل کتب کا نچوڑ ہے، قیمت صرف ایکروپیہ آٹھ (عہ/)

ست اپدیش

یہ کتاب کس پایہ کی ہے اس کیلئے آپ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی رائے مبارکہ ملاحظہ کیجئے آپ لکھتے ہیں کہ :۔ ”کتاب ست اپدیش میں نے پڑھی مجھے یہ کتاب بہت پسند آئی، اس کے ختم کرتے کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ باوا نانک صاحب ضرور مسلمان تھے، اور دل اس امر پر مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں ہے بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے اللہ تعالےٰ آپ کی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنے کا موجب بنائے، میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائے گی، اور بکثرت اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں تقسیم کرے گی، دس کتابیں آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کر دیں اور قیمت مجھ سے وصول کر لیں“، قیمت صرف ایکروپیہ (عہ/)

سکھ اور مسلمان

ایڈیٹر نور کا وہ لیکچر جو ۱۹۲۶ء کے مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا اور پھر دوستوں کے اصرار سے کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا اڈیشن جو دو ہزار کی تعداد میں چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، صرف چند کاپیاں باقی ہیں سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے قیمت صرف ۶/

مختصر تبلیغی ٹریکٹ قضیہ گائے پر تنقیدی نظر ۲/، سکھ دھرم اور اذان ۱/، ہندو دھرم اور سبدا ۱/، اذان کا گورمکھی ترجمہ، گورو کی بانی گورمکھی ۱/، سکھ دھرم اور اللہ اکبر ۱/، جھوک مہدی ۱/ دس ٹریکٹ سے زاید کے خریدار سے قضیہ گاؤ جھوک مہدی چھ روپے (اور باقی ٹریکٹ پانچ روپے فی سینکڑہ کے حساب سے لیا جائیگا)

ملنے کا پتہ :۔ منیجر اخبار نور قادیان، ضلع گورداسپور (پنجاب)

اپنی پیاری آنکھوں کی حفاظت کرو

یہ امر واقعہ ہے کہ دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں، بغیر آنکھوں کے دنیا اندھیر ہے آنکھیں ہیں تو سب کچھ، مگر لوگ آنکھ جیسی نعمت کی طرف کم توجہ کرتے ہیں، شروع میں بے پروا رہتے ہیں، جب آہستہ آہستہ کم نظری، ککرے، جالا، پھولا، دھند، موتیا بند وغیرہ کا غلبہ ہو جاتا ہے تو پھر فکر پڑتی ہے اور حکیموں وغیرہ کی طرف دوڑتے ہیں، حالانکہ عقلمند وہی ہیں جو قبل از وقت ہی خطرے کے دور کرنے کا اپاؤ کرتے ہیں، جو لوگ آنکھوں کی حفاظت سے غفلت کرتے ہیں، اور آنکھوں جیسی بے بہا نعمت کیلئے سال بھر میں تین چار روپیہ بھی صرف کرنے میں کنجوسی سے کام لیتے ہیں گویا وہ اپنے ہاتھوں اپنی بہترین پیاری اور عزیز چیز کو ضائع کر کے خود اپنے لئے دنیا اندھیر بنا لیتے ہیں، آنکھوں کیلئے عمدہ سرمہ کیواسطے بہت احتیاط کی ضرورت ہے جس طرح خراب دوا بیماری کے گھٹانے کی بجائے بڑھانے کا موجب ہوتی ہے، ٹھیک اسی طرح خراب سُرمہ بجائے مفید ہونے کے مضر بیٹھتا ہے، ہم نے اپنے موتی سرمہ کا نسخہ بہت غور و احتیاط کے بعد انتخاب کیا ہے جو عمدہ کھرل میں خاص اہتمام کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے اور اپنی خوبیوں کی وجہ سے تھوڑے عرصہ میں خدا کے فضل سے اس قدر قبولیت حاصل کر چکا ہے کہ اب نہ صرف باقاعدہ سرکار سے رجسٹرڈ ہو چکا ہے بلکہ ڈاکٹر لوگ بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں، بلا شبہ اس سرمہ پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکماء فریفتہ ہیں، ضعف بصر، ککرے، جلن، پھولا، جالا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوندا، ابتدائی موتیا بند غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا ہے اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے، وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بہتر پائیں گے، قیمت فی تولہ صرف ۲؍۸ (دو روپے آٹھ آنے) محصول ڈاک علاوہ -

یہ دیکھنے کیلئے کہ اس سرمہ نے اپنی خوبیوں کی وجہ سے قلیل عرصہ میں کس قدر شہرت و قبولیت حاصل کی ہے اس کیلئے بکثرت شہادتوں میں سے حسب ذیل چند شہادتوں کے ملاحظہ سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔

پہلے ڈاکٹر کی شہادت
جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب جنرل ہسپتال اکیاب (برما) سے تحریر فرماتے ہیں، کہ "پہلے بھی آپکا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا، نہایت مفید پایا، اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے ایک تولہ جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں

دوسرے ڈاکٹر کی شہادت
جناب ڈاکٹر بشیری صاحب آئی ایم ڈی نمبر (۱) سیکشن لاہور چھاؤنی سے لکھتے ہیں کہ اکثر مریضوں کو آپ کا سرمہ استعمال کرایا گیا، بلاشبہ یہ سرمہ بہت مفید اور اکسیر چیز ہے، ۲ تولہ اور بذریعہ وی پی بھیجدیں

تیسرے ڈاکٹر کی شہادت
جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن انڈین ملٹری ہسپتال میمو لکھتے ہیں، کہ پہلے ایک تولہ موتی سرمہ آپ سے منگوایا، بیوی بچوں کو اس سے بہت فائدہ ہوا، کئی ایک اور کو بھی فائدہ ہوا، جزاک اللہ احسن الجزا، اب ایکتولہ اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

گرمی سردی برسات اور بہار میں یکساں مفید

اگر آپ کی طبیعت پژمردہ، چہرہ زرد، سر یا کمر میں درد، حافظہ کمزور، کسی کام پر دل نہ لگنا، چلتے وقت دم چڑھ جانا، پنڈلیوں میں درد سی محسوس ہونی، ہاتھ پاؤں پھولنے اور قوت رجولیت جواب دے چکی ہو، تو آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں، یہ دوا کیا ہے گویا طبی دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس دوا پر ختم ہے اگر دوں کو قوی بنانے، ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے، بھوک کے کھولنے، حافظہ کو تیز کرنے، رنگ کو نکھارنے، دل و دماغ کو تقویت دینے، پٹھوں کو مضبوط

کرنے، اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے بچانے طبیعت میں خوشی و نشاط پیدا کرنے، اعضا رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوت کو بحال رکھنے، گری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت، چہرہ کو شگفتہ، دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے، گذشتہ امنگوں اور زائل شدہ آرزوؤں کو واپس لانے کیلئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے یہ دوا کیا ہے حیات انسانی کیلئے ایک نادر و نایاب تحفہ ہے دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ، اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا بس اسی کا کام ہے مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کیلئے اکسیر اعظم ہے، التماس ہے کہ جو لوگ جائز طور پر اس کے حاجتمند ہیں صرف وہی اسکو طلب کریں

ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں پانچ روپیہ (صہ) محصولڈاک علاوہ

ایڈیٹر صاحب الحکم کی شہادت: مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم "اکسیر البدن" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں، "مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خط آپکو لکھ رہا ہوں، میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لیکر اسکو بھیجدی، اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں وہ لکھتا ہے کہ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہوگیا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جو آپنے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی "اکسیر البدن" بھیجی تھی میں نے استعمال کرنی شروع کردی جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہوگئی الحمدللہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے بھوک خوب لگتی ہے جو کھاؤں سو ہضم، چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی، غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں، نہایت اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کریں"

شیخصاحب! مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بینظیر اثر کیا ہے، جب خود ولایت میں تھا، تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا، اسکی صحت مخدوش تھی، اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا، مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ سے ان خطرات سے بچالیا اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے میں آپکو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کیلئے اللہ تعالیٰ آپکو اجر عظیم دے، یہ دوائی فی الحقیقت "اکسیر البدن" ہے اور میں ہر شخص کو اسکے استعمال کرنیکی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں"

ملنے کا پتہ:- منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ

اس کے ساتھ ایک اور خوشخبری

میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں سے یہ نہایت کوتاہی ہوئی کہ انھوں نے ہندوستان کی دیسی زبانوں میں فرقان حمید کے تراجم کی طرف توجہ نہ دی اور ہندوستان کے لوگ قرآن مجید کی برکات اور معرفت سے محروم رہے ورنہ آج ہندوستان کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہوتا۔

اسی اہم غرض کو مدنظر رکھکر خاکسار اڈیٹر نور نے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ مکمل کر لیا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس پاک ترجمہ کی نہایت وسیع پیمانہ پر سکھوں اور ہندوؤں میں اشاعت ہو اور یہ اہم کام صاحب ہمت دوستوں کی توجہ کو چاہتا ہے اور اسکے ساتھ ہی فرقان حمید سے محبت رکھنے والے دوست اس خبر کو نہایت خوشی سے سنیں گے کہ فرقان حمید کے گورمکھی ترجمہ کے مکمل کرنیکے بعد اب خاکسار نے کلام مجید کا ہندی ترجمہ بھی شروع کر دیا ہے دوست دعا کریں کہ اس کار خیر میں اللہ کریم میرا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا

خاکسار محمد یوسف اڈیٹر نور سابق سردار سورن سنگھ